

اسلامی نظر بہ صوت

حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین
قادی رضوی قدس سرہ

ترتیب و تقدیم: علامہ ڈاکٹر ساحل شہرامی (علیگ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُرُورُ الْقَلْبِ الْمَحْزُونِ فِي الصَّبْرِ عَنْ نُورِ الْعُیُونِ

اسلامی نظریہ موت

تصنیف

ملک العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین قادری رضوی

مفت قدس سرہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترتیب و تقدیم

علامہ ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

(c) ساحل

سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون	کتاب :
اسلامی نظریہ موت	عرفی نام :
ملک العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ	مصنف :
علامہ ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]	نظر ثانی و تقدیم :
شیر شاہ سوری پبلیکیشنز، شہسرام	زیر اہتمام :
۱۳۶	صفحات :
ایک ہزار	تعداد :
۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء	سال اشاعت :
	ناشر :



ملنے کے پتے

- ۱- المجمع الاسلامی مبارک پورا عظیم گڈھ۔ یوپی
- ۲- رضوی کتاب گھر میا محل جامع مسجد دہلی
- ۳- قادری بک ڈپو نومحلہ بریلی شریف، یوپی

فہرست مضامین

- ۱- تقدیم ۵ ڈاکٹر ساحل شہسرامی (علیگ)
- ۲- ملک العلماء - ماہ وصال کے آئینے میں ۱۵ ڈاکٹر طارق مختار
- ۳- اسلامی نظریہ موت ۲۱
- ۴- موت کی ابتدا اور اس کی خوبی ۲۳
- ۵- کیفیت موت مومن ۲۶
- ۶- مرنے والے کے نزدیک کیا پڑھنا چاہیے ۲۷
- ۷- ہر سال مردوں کی فہرست چھنتی ہے ۳۴
- ۸- مرتے دم کی حالت کیا ہوتی ہے ۳۴
- ۹- روح جب نکلتی ہے تو ایک دوسرے سے ملتی اور بات پوچھتی ہے ۳۹
- ۱۰- مردہ اپنے غسل دینے والے اور کفن کرنے والے کو پہچانتا ہے اور ان کی باتیں ۴۱ سنتا ہے
- ۱۱- فرشتے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں ۴۲
- ۱۲- جب مسلمان مرتا ہے تو آسمان اس پر روتے ہیں ۴۲
- ۱۳- جس زمین سے انسان پیدا ہوتا ہے، وہیں دفن کیا جاتا ہے ۴۳
- ۱۴- دفن کے وقت کیا کہنا چاہیے؟ ۴۶
- ۱۵- ہر شخص سے قبر آکر ملتی ہے ۴۸
- ۱۶- میت سے قبر مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے ۵۰
- ۱۷- منکر نکیر کے سوال ۵۲
- ۱۸- قبر سے گھبراہٹ اور مسلمانوں پر اس کی وسعت ۶۰
- ۱۹- روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ ۸۹
- ۲۰- ہر میت پر اس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے ۹۴

- ۹۵ - ۲۱ - زندوں کے کارنامے مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں
- ۹۸ - ۲۲ - کس سبب سے روح اپنے اعلیٰ درجہ سے محروم رہتی ہے
- ۹۹ - ۲۳ - وصیت کا بیان
- ۱۰۰ - ۲۴ - زندہ اور مردوں کی روحیں خواب میں ملتی ہیں
- ۱۰۲ - ۲۵ - مردوں نے خود اپنی حالت ذکر کی
- ۱۱۱ - ۲۶ - زندوں کے قول یا فعل سے مردہ کو ایذا ہوتی ہے
- ۱۱۲ - ۲۷ - رونے کی وجہ سے مردوں کو ایذا ہوتی ہے
- ۱۱۳ - ۲۸ - درج ذیل باتوں کی وجہ سے بھی مردوں کو ایذا ہوتی ہے
- ۱۱۳ - ۲۹ - کون کون باتیں مردہ کے لیے نفع بخش ہیں؟
- ۱۱۷ - ۳۰ - میت کے لیے اس کی قبر پر قرآن شریف پڑھنا
- ۱۱۸ - ۳۱ - کس وقت موت آنی بہتر ہے
- ۱۱۹ - ۳۲ - جن اعمال کی وجہ سے آدمی مرتے ہی جنت میں جاتا ہے
- ۱۱۹ - ۳۳ - سب مردے سڑتے ہیں سوائے انبیائے کرام کے
- ۱۲۱ - ۳۴ - تتمہ
- ۱۲۲ - ۳۵ - غسل میت کا بیان
- ۱۲۵ - ۳۶ - کفن کا بیان
- ۱۲۶ - ۳۷ - کفن پہنانے کا طریقہ
- ۱۲۷ - ۳۸ - جنازہ لے جانے کا بیان
- ۱۲۸ - ۳۹ - نماز جنازہ کا بیان
- ۱۳۲ - ۴۰ - قبر و دفن کا بیان
- ۱۳۵ - ۴۱ - زیارت قبور کا بیان

تقدیم

ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ملک العلماء (ولادت ۱۰ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۰ء) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے منظور نگاہ تلمیذ اور پروردہ خاص تھے۔

قصبہ میجرہ سے یہ نور بداماں ذرہ اٹھا اور موضع بین، پٹنہ، کانپور، پبلی بھیت ہوتا ہوا بریلی شریف آفتاب فضل و کمال امام احمد رضا کی بارگاہ میں پہنچا اور پھر وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ تحصیل علم کے بعد پچپن سال تک امتیازی شان سے مسلسل تدریسی خدمات انجام دیں اور نادرہ روزگار افراد پیدا کئے۔ مادر علمی منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ حنفیہ آرہ، خانقاہ کبیرہ شہسرام، مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ اور جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کٹیہار میں صدارت علمی کی شہ نشین پر متمکن رہے۔ ان مقامات کے علاوہ اپنے مرشد و مربی کے ارشاد پر شملہ بھی تشریف لئے گئے۔ انجمن نعمانیہ لاہور میں بھی آپ کی طلب تھی جس کے جواب میں امام احمد رضا نے ۵ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ کو اس انجمن کے ناظم تاج الدین احمد صاحب کو یہ مکتوب گرامی تحریر فرمایا:

”مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ، فقیر کے یہاں اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتابیں میرے معین ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئیں ہوں، سب میں یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا:

سنی خالص، مخلص، نہایت صحیح العقیدہ، ہادی مہدی ہیں۔ عام درسیات میں بفضلہ

تعالیٰ عاجز نہیں، مفتی ہیں، مصنف ہیں، واعظ ہیں، مناظرہ بعونہ تعالیٰ کر سکتے ہیں، علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ فقیر آپ کے مدرسے کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لئے پیش کرتا ہے۔“

(کلیاتِ مکاتیبِ رضا ص ۲۰۹، ۲۱۰۔ مرتب: ڈاکٹر شمس مصباحی پورنوی، مطبوعہ: دارالعلوم قادریہ صابریہ برکاتِ رضا، کلیر شریف روڑکی، ضلع ہریدوار، اتر انچل، انڈیا)

تدریسی مصروفیت کے ساتھ ساتھ افتاء، تصنیف، خطابت، امامت اور مناظرہ کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ اس طور سے آپ کی پوری زندگی متنوع دینی خدمات سے لبریز رہی۔

میرے ظفر کو اپنی ظفردے

اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں (امام احمد رضا)

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے طویل قصیدہ ”الاستمداد“ میں جہاں اپنے خصوصی احباب خلفا اور تلامذہ کا ذکر کیا ہے، وہاں خلف اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری اور عید الاسلام مولانا عبد السلام جہلپوری کے بعد آپ نے اپنے اسی ”ولد عزیز“ حضرت ملک العلماء کا تذکرہ فرمایا ہے جسے کبھی ”حبیبی و لدی و قرۃ عینی“ سے یاد فرماتے تو کبھی ”لدی الاعز حامی السنن حاجی الفتن“ لکھتے اور کبھی ”جان پدر بلکہ از جان بہتر“ سے خطاب فرماتے۔

حضرت ملک العلماء اپنے اسی شفیق مربی، محسن استاذ اور ہادی مرشد کے سب سے زیادہ منت کش رہے۔ ۱۳۲۱ھ میں بارگاہ رضا میں رسائی ہوئی۔ اپنے اصرار اور پرشوق آرزو سے ۱۳۲۲ھ میں دارالعلوم منظر اسلام کی امام احمد رضا کے مبارک ہاتھوں تاسیس کرائی اور امام احمد رضا کے فیضان سے عالم اسلام کو فیض یاب ہونے کا زریں موقع عطا کیا۔ متعدد علوم خصوصاً حدیث، فقہ، اصول، تصوف، ہیئت، توقیت، ریاضی، جفر، تفسیر کا امام احمد رضا سے درس لیا اور افتاء کی تربیت بھی حاصل کی۔ امام احمد رضا قدس سرہ کی سنتوں بھری نورانی پر کیف زندگی اور مشفقانہ طرز تربیت آپ کو اتنا بھا گیا کہ ایک سال بعد ہی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں حلقہ ارادت میں داخل

ہو گئے پھر تازندگی اس عظیم مربی و محسن کے گن گاتے رہے، ان کے انداز تربیت کا فیض تقسیم کرتے رہے، ان کے عشق رسول کی برکتیں بانٹتے رہے، ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو آگے بڑھاتے رہے۔

سب سے پہلے امام احمد رضا کی مفصل سوانح ”حیات اعلیٰ حضرت“ کے نام سے چار جلدوں میں آپ ہی کے قلم سے وجود میں آئی۔ اعلیٰ حضرت کے رسائل کی سب سے پہلی فہرست ”المجلد المعداد لتالیفات المجدد“ کے نام سے آپ نے مرتب فرمائی۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد حضرت مفتی اعظم کے اصرار پر غالباً ۱۹۴۴ء میں ملک العلماء بریلی شریف تشریف لے گئے اور تین مہینہ شب و روز کی جانفشانی کے بعد درجنوں سے زائد رسائل رضویہ کے منشر مسودات ترتیب دیئے، اپنے قلم سے ان کے میضے تیار کئے پھر کئی رسائل کی اپنی نگرانی میں کتابت کرائی۔

امام احمد رضا نے بھی اپنے اس جاں نثار کو خوب نوازا۔ فراغت کے سال ۱۳۲۵ھ ہی میں اپنی سند قرآن حدیث وفقہ، قرأت کے ساتھ جملہ سلاسل بیعت کی اجازت اپنے قلم خاص سے تحریر فرما کر عطا کی۔ درسیات کی تکمیل کے بعد اپنے ہی سایہ کرم میں جگہ عنایت فرمائی، ”ملک العلماء“ اور ”فاضل بہار“ کا شاندار لقب عطا فرمایا، ہر مشکل میں دستگیری کی، ہر موڑ پر رہنمائی کی، ہر شفقت سے نوازا۔ ملک العلماء جب اپنی تصانیف بغرض اصلاح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں بھیجتے تو بے پناہ مصروفیات اور ضعف و علالت کے باوجود بھر پور توجہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت اسے ملاحظہ فرماتے، اپنی گرانقدر اصلاحات سے نوازتے۔ مختصر یہ کہ حضرت ملک العلماء اپنے مشفق مربی کے فیضان کرم سے ہمہ دم سرفراز رہے۔

حضرت ملک العلماء جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بااوقات شخص تھے۔ ضعیفی میں بھی رات گئے تک تصنیف و تالیف اور مطالعہ میں مصروف رہتے۔ اسی توجہ اور انہماک کا اثر تھا کہ درس و افتاء، وعظ و تذکیر، درس قرآن، امامت و بیعت، اسفار کی کثرت

جیسے اہم مشاغل کے باوجود آپ سے ستر سے زائد تصانیف یادگار ہیں۔ تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ آپ کی شبِ رحلت (دوشنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ / ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء) تک جاری رہا۔



سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون

زندگی کیا ہے، عناصر میں ظہور ترکیب

موت کیا ہے، انہیں اجزا کا پریشاں ہونا

اس رسالہ میں حضرت ملک العلماء نے موت کی چشم کشا اسلامی حقیقت اور دنیا کی بے ثبات رنگینیوں کے آلام روزگار کے ساتھ تصادم کا جواثر خیر نقشہ کھینچا ہے، وہ موت کی غیر مرئی حقیقت کو تھوڑی دیر کے واسطے پیکر محسوس میں لا کھڑا کرتا ہے۔

حضرت ملک العلماء ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۶ء میں شہسرام مدرسہ خانقاہ کبیریہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے جہاں ۱۳۳۹ھ تک آپ کا قیام رہا۔ حضرت نے حسب سابق دیگر دینی اور علمی مشاغل کی طرح تصنیف و تالیف کا سلسلہ یہاں بھی جاری رکھا۔ تقریباً چھ سالہ قیام کی اس مختصر مدت میں: ۱- گنجینہ مناظرہ، ۲- کشف الستور عن مناظرۃ رامپور، ۳- موزن الاوقات، ۴- بدر الاسلام لمیقات کل الصلوٰۃ والصیام، ۵- عافیہ، ۶- وافیہ، ۷- تقریب، ۸- تذہیب، ۹- القصر المسمی علی بناء المغنی، ۱۰- نظم المبانی فی حروف المعانی، ۱۱- تحفۃ الاحباب فی فتح الکوة والباب، ۱۲- تحفۃ الاحبار فی احوال الاخیار، ۱۳- الاسیر فی علم التفسیر اور، ۱۴- سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون جیسی گرانقدر تصانیف آپ کے قلم سے وجود میں آئیں بلکہ صحیح البہاری المعروف بہ جامع الرضوی کی تصنیفی ابتدا بھی شہسرام ہی میں ہوئی۔

پیش نظر کتاب ”سرور القلب المحزون“ ایک المناک حادثہ کی یادگار ہے۔ مصنف

علیہ الرحمہ اس سلسلہ میں خود کتاب کے آغاز میں رقم طراز ہیں:

”جب ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ روز یکشنبہ مطابق ۱۵/ اگست ۱۹۲۰ء کو میری چھوٹی لڑکی ولیہ خاتون بعر ۵/ سال ۳/ ماہ ۴/ یوم بعارضہ فصلی ۱۱/ گھنٹے کی علالت میں اس دنیا کو خیر آباد کہہ کر اپنے حقیقی مکان کو سدھاری تو اس کی جدائی کا ہمارے دل پر سخت صدمہ ہوا اور زمانہ تک اس کی گوری صورت، اس کی پیاری باتیں یاد آ کر دل کو بے چین اور پریشان کرتی رہیں۔ میں اگرچہ طرح طرح سے اپنے دل کو سمجھاتا مگر اس کا صدمہ کبھی کم نہ ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے خیال ہوا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ”شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور“ دیکھنا چاہیے۔ اس میں ایسی حدیثیں اور واقعات ضرور درج ہوں گے جس سے دل غمگین کو صبر اور تسلی ہو۔ چنانچہ میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا، اس کتاب کی برکت سے میرا غم نصف دور ہو گیا۔ اس لئے محض رفہ عام کے لئے اس کی ان احادیث کا ترجمہ جن سے غمگین دل کو صبر اور تسلی ہو، میں نے لکھ کر اس کا نام سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون رکھا۔“

اس کتاب میں بیشتر روایات و واقعات امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کی تصنیف ”شرح الصدور“ کے حوالے سے ذکر ہیں۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے مطالعہ میں آنے والی مزید دیگر کتابوں کے افادات بھی پیش کئے ہیں پھر اخیر میں بعض احباب کی خواہش پر چند سال کے بعد تکفین و تدفین سے متعلق فقہی احکام و مسائل کا بھی اضافہ فرمایا۔ اس طور سے دلوں کو نرم اور بارگاہ کریم کی جانب متوجہ کرنے والی یہ کتاب جہاں حضرت مصنف کی علمی اور دینی یادگار ہے، وہیں اپنے داخلی جذب و اثر اور عمدہ طرز تعبیر کی اثر انگیز خوبیاں بھی رکھتی ہے۔ یہ اس قابل ہے کہ ہر نگاہ مومن اس کا مطالعہ کرے اور ہر دینی گھر اس کی برکتوں سے مستفید ہو۔

راقم ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی ۱۹۹۹ء میں مقالات شارح بخاری کی ترتیب کے دوران مختلف لائبریریوں کو دیکھ رہا تھا۔ اسی دوران مادر علمی دارالعلوم خیرہ نظامیہ شہسرام

کے نظامی دارالمطالعہ میں ماہنامہ المیزان کچھوچھ شریف کی فائل نظر سے گزری۔ اس میں یہ پوری کتاب قسطوں میں چھپی دیکھی۔ بارگاہ رضا کی غلامانہ نسبت کی وجہ سے اس دربار سے وابستہ ہر ذرے سے راقم کو الہانہ انسیت ہے، حضرت ملک العلماء توالیٰ حضرت کے اعزاز شدروحانی چشم و چراغ ٹھہرے، پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ صرف نظر کرتے ہوئے گذر جاتا۔ شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے کچھ مقالات کے ساتھ ساتھ ان تمام قسطوں کی زیر اس بھی اپنے ساتھ مبارک پور لیتا آیا۔ ارادہ تھا کہ کبھی اسے ترتیب دے کر شائع کروں گا۔

حسن اتفاق کہ گرامی قدر مولانا انور علی نظامی مصباحی زید مجدہم فقیہ سمینار میں شرکت کی غرض سے اشرفیہ تشریف لائے۔ ان سے گفتگو کے دوران اس کتاب کا تذکرہ بھی نکل آیا۔ انہوں نے از خود فوراً اپنے اشاعتی مکتبہ مجمع علمی ہزار بیابغ کے زیر اہتمام اس کی اشاعت و طباعت کی پیش کش کر دی اور تصحیح و مقابلہ اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے معاملات میرے سپرد کئے۔ ان کی پیش کش سے راقم کو حوصلہ ہوا۔ اب ساری قسطوں کو بغور پڑھنا شروع کیا۔ بعض قسطوں میں بے ترتیبی اور بے ربطی محسوس ہوئی، دوسری الجھن یہ ہوئی کہ المیزان کے ہر صفحہ پر سن اور مہینہ کی طباعت کا اہتمام نہ تھا صرف پہلے صفحہ پر اس کا ذکر تھا۔ عجلت میں ہر قسط پر لکھ نہ سکا کہ یہ کس سن اور کس کے ماہ کے شمارے میں شائع ہوئی، اس لئے قسطوں کی ترتیب بھی مبہم تھی۔ میں اس کی باضابطہ ترتیب کے لئے کچھ کچھ شریف گیا۔ حسن اتفاق کہ احمد اشرف ہال کی مختار اشرف لائبریری میں المیزان کی مطلوبہ فائل منتشر حالت میں مل گئی۔ میں نے ذرا سی محنت کے بعد اپنے مطلوبہ شمارے نکال لئے۔ ان سے قسطوں کی ترتیب بھی ہو گئی اور ایک قسط کی زیر اس رہ گئی تھی، وہ بھی حاصل کر لی۔ اس طور سے پوری کتاب حاصل ہو گئی۔

اپریل ۲۰۰۰ء کے اواخر میں اپنی بعض علمی ضروریات کے لئے علی گڑھ کا سفر ہوا،

جہاں حضرت ملک العلماء کے صاحبزادے ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب رہتے ہیں۔ یہ مکمل قسطیں بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ سوچا کہ ان کے سامنے پیش کردوں، ہو سکتا ہے وہ کچھ مفید راہنمائی فرمائیں، جبکہ خود ڈاکٹر صاحب بھی ان قسطوں کے متلاشی تھے اور اس سلسلہ میں راقم کو خط بھی لکھ چکے تھے۔ اسے محض تائید ایزدی ہی کہا جائے گا کہ جب ڈاکٹر صاحب نے قسطیں ملاحظہ کیں تو جہاں مفید مشوروں سے نوازا، وہیں اس کے دو خطی نسخے بھی اپنے ذخیرہ کتب سے نکال کر دیئے۔ میرے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس کا مخطوطہ بھی ہاتھ آجائے گا۔ اس کرم فرمائی پر میں نے ڈاکٹر صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

ان مخطوطوں میں پہلا نسخہ خود حضرت ملک العلماء قدس سرہ کے دست مبارک کا تحریر کردہ ہے، دوسرا ان کے کسی نیاز مند شاگرد کا۔ دونوں سے میں نے زیر اس کا مقابلہ کیا۔ بہت سی کمیاں پوری ہوئیں، خامیوں کی اصلاح ہوئی، بعض اقتباسات رہ گئے تھے ان کا اضافہ ہوا۔ ان مراحل سے گزر کر یہ مبارک کتاب اب شیر شاہ سوری پبلیکیشنز، شہرام کے زیر اہتمام شائع ہونے جارہی ہے۔ مجمع العلمی بوجہ اس کی اشاعت کا سامان نہ کر سکی۔ اس صرفے سے جو ٹائپنگ ہوئی تھی، اس کے صفحات بھی منتشر ہو گئے۔ دوبارہ جناب محمد زبیر قادری صاحب مدیر افکارِ رضا، ممبئی کی توجہ سے جناب محمد عرفان صاحب نمک والا، ممبئی اس کی اشاعت پر آمادہ ہو گئے اور یوں یہ کتاب خاصی تاخیر سے پریس جارہی ہے۔ پہلے بھی اس کی متعدد بار کتابی صورت میں اشاعت ہو چکی ہے، لیکن پیش نظر نسخہ سب سے منفرد ہے۔

اس مبارک تصنیف کو عصر حاضر کے ذوق مطالعہ سے قریب کرنے کی خاطر راقم نے حسب ذیل تصرفات بھی کئے ہیں:

ب دونوں نسخے طرز قدیم کے مطابق مسلسل لکھے ہوئے تھے، راقم نے اپنی صواب دید کے مطابق اس کی پیرا گرافنگ کی۔

ب ایسے الفاظ جن کا رسم الخط اب متروک ہو چکا ہے، اسے عصری اسلوب میں لکھوایا مثلاً اوس کو اس، اون کو ان، ملکر کو مل کرو غیرہ۔

ب صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور دیگر صلحائے امت کے اسماء کے ساتھ علیہ الرحمہ، قدس سرہ کا التزام رکھا۔ حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے بھی خطی نسخہ میں اکثر مقامات پر اس کا اہتمام فرمایا ہے گو قسط ورا شاعت میں اس کا التزام نہیں۔

ب جگہ جگہ قوسین میں مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی تسہیل، آیات کریمہ کی تخریج اور ترجمہ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

ب یہ اس کتاب کی تیسری اشاعت ہے۔ پہلی اشاعت ماہنامہ المیزان کچھوچھ شریف کے ستمبر ۱۹۷۲ء تا مئی ۱۹۷۳ء کے شماروں میں آٹھ قسطوں میں مکمل ہوئی۔

ادارہ المیزان اس کی تقریب اشاعت میں لکھتا ہے:

”مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اپنے دورہ تبلیغ کے سلسلے میں شہر پٹنہ (بہار) پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک غیر مطبوعہ نادر تالیف ہے جس کا نام ”سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون“ ہے۔ مولانا مدنی نے مذکورہ کتاب کی اشاعت و بقا کے لئے حضرت ملک العلماء کی صاحبزادی اور ان کے داماد جناب محی الدین صاحب دونوں کو پیغام بھیجا اور یہ بات طے پاگئی کہ اس کی اشاعت ماہنامہ المیزان میں بالاقساط ہوتی رہے گی۔ ادارہ المیزان جناب محی الدین صاحب کا ممنون کرم ہے کہ انہوں نے ہمیں اشاعت کی اجازت بھی مرحمت کی اور کتاب کا اصل نسخہ بھی..... ہم نے زمانہ کی موجودہ علمی پر آشوبی کے پیش نظر اس کتاب کا نام ”اسلامی نظریہ موت“ تجویز کیا ہے، تاکہ عام سطح کے لوگ بھی معنوی طور پر اس سے بہرہ مند ہو سکیں۔“

(ماہنامہ المیزان، کچھوچھ شریف، ستمبر ۱۹۷۲ء، ص ۵۰، ۵۱)

یہ رسالہ دوسری بار ۱۴۰۳ھ میں پٹنہ سے کتابی شکل میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب لکھتے ہیں:

”سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون“ علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ”شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور“ کا اردو زبان میں ترجمہ جو اواخر ۱۳۳۸ھ میں تمام ہوا۔ رجب ۱۳۴۶ھ میں مصنف کے دوستوں مولوی نعیم الحق ساکن منیر شریف ضلع پٹنہ اور حکیم محمد ہاشم کی فرمائش پر چند ضروری مسائل کا بطور تتمہ اضافہ کیا گیا۔ تاریخ تکمیل ۲۵ رجب المرجب ۱۳۴۶ھ صفحات ۹۷ بخط مصنف ﴿﴾ دوسرا نسخہ مع اضافہ صفحات ۱۱۲ بھی کتب خانے میں ﴿﴾ ہے۔

یہ رسالہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد ان کے جاں نثار معتقد و مستر شد حافظ عبدالحفیظ اشرفی صاحب صدر مدرس ادارہ شرعیہ پٹنہ نے ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ میں پٹنہ سے شائع کر دیا ہے۔ لیکن وجہ تالیف و ترجمہ پر مشتمل اوراق جو ضروری تھے، حذف کر دیئے گئے ہیں۔“ (حیات ملک العلماء، ص ۲۴، ۲۵)

لیکن اس ایڈیشن میں وہ اوراق شامل اشاعت ہیں۔ ادارہ المیزان کا تجویز کردہ نام عصر حاضر کے مطابق ہے اور موضوع پر بھرپور روشنی بھی ڈالتا ہے، اس لئے راقم بھی اسی کو برقرار رکھتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے روایات کے حوالوں کی تخریج کا بھی مشورہ دیا تھا لیکن اسے دو وجہ سے دانستہ چھوڑ دیا گیا۔ اولاً یہ کام کافی محنت طلب تھا اور عام قاری کے مطلب کا بھی نہیں۔ ثانیاً اس کی اکثر مرویات اپنے حوالوں کے ساتھ شرح الصدور کے عربی نسخہ میں موجود ہیں۔ اہل ذوق اس سے رجوع کر سکتے ہیں۔

کتاب کی افادیت اور اہمیت تبصرہ سے بالاتر ہے۔ قاری زبان و بیان، حسن ترتیب اور ذوق انتخاب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اخیر میں مسائل میت کا اضافہ بھی خوب ہے۔ اس

سے کتاب کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ اب یہ صرف تذکیری کتاب نہیں رہ جاتی بلکہ دلوں میں لرزش اور آخرت کی تڑپ پیدا کرنے والی روایات اور اہم ترین گرانقدر مسائل کے خوبصورت گلدستے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کے افادات عام فرمائے۔ مرتب کے لئے مصنف علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات کی توجہ کا ذریعہ بنائے اور شیر شاہ سوری پبلیکیشنز، شہسرام کے ذمہ داران اور جناب محمد عرفان صاحب نمک والا کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ اکرم الصلوٰۃ و افضل التسلیم!

ظ



ملک العلماء - ماہ و سال کے آئینے میں

نبیرہ ملک العلماء ڈاکٹر طارق مختار

شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۳۰۳ھ : ولادت، ۱۰ محرم الحرام

۱۳۰۷ھ : بسملة خوانی

۱۳۱۲ھ : مدرسہ غوثیہ حنفیہ، موضع بین، پٹنہ میں داخلہ لیا اور متوسطات کی تعلیم حاصل کی۔

۱۳۲۰ھ : ۲۵ جمادی ال آخرۃ کو مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور حضرت محدث سورتی (م)

۱۳۳۲ھ) سے مسند امام اعظم، مشکوٰۃ شریف وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

۱۳۲۰ھ : مدرسہ امداد العلوم، بانس منڈی، کانپور میں حاضر ہوئے، اسی دوران اس

ادارے کے علاوہ احسن المدارس کانپور اور ایک اور دارالعلوم کے اہل علم سے بھی

استفادہ کرتے رہے پھر پہلی بھیت آ گئے۔

۱۳۲۱ھ : مدرسہ مصباح التہذیب، بانس بریلی میں مولوی غلام یسین دیوبندی کے درس

میں شریک ہوئے۔

۱۳۲۱ھ : امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضری

۱۳۲۲ھ : ملک العلماء کی خواہش اور کوشش سے بدست اعلیٰ حضرت دارالعلوم منظر اسلام کا قیام

۱۳۲۲ھ : اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں بخاری شریف کا درس اور فتویٰ نویسی کی مشق

کا آغاز

- ۱۳۲۲ھ : ۸/ رمضان المبارک کو پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔
- ۱۳۲۳ھ : الحسام المسلول علی منکر علم الرسول (عقائد و مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۳ھ : مواہب رواح القدس لکشف حکم العرس (فقہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۳ھ : ظفر الدین الجید (مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۴ھ : شرح کتاب الشفاء بتریف حقوق المصطفیٰ (سیرت) کی تصنیف کا آغاز
- ۱۳۲۴ھ : مبین الہدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفیٰ (عقائد) کی تصنیف
- ۱۳۲۵ھ : دستار فضیلت اور سند درس و افتاء سے سرفرازی
- ۱۳۲۵ھ : وسط شعبان المعظم میں اعلیٰ حضرت نے اپنی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور فاضل بہار کا لقب عطا کیا۔
- ۱۳۲۵ھ : التعلیق علی القدری (فقہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۵ھ : اعلام الساجد بصرف جلود الاھویۃ فی المساجد (فقہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۶ھ : دارالعلوم منظر اسلام میں درس و افتاء کا آغاز
- ۱۳۲۶ھ : بسط الراحة فی الحظر والاباحۃ (فقہ و اصول) کی تصنیف
- ۱۳۲۶ھ : الفیض الرضوی فی تکمیل المحموی (فقہ و اصول) کی تصنیف
- ۱۳۲۶ھ : شکست سفاہت (مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۷ھ : المجلد المعد و التالیف الجید (تاریخ) کی تصنیف
- ۱۳۲۷ھ : ظفر الدین الطیب (مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۸ھ : بحم الکثرۃ علی الکلاب الممطرہ (مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۲۸ھ : شوال میں اعلیٰ حضرت کے حکم پر انجمن نعمانیہ ہند، لاہور تشریف لے گئے۔
- ۱۳۲۹ھ : سال کے آغاز میں معززین شملہ کی پراسرار طلب پر شملہ تشریف لے گئے۔

- ۱۳۲۹ھ : البر اس لدفع ظلام المنھاس (مناظرہ) کی تصنیف
- ۱۳۳۰ھ : اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایما پر مدرسہ حنفیہ ضلع آ رہ (بہار) تشریف لے گئے۔
- ۱۳۳۰ھ : الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت (توقیت و ہیئت) کی تصنیف
- ۱۳۳۰ھ : التحقیق المبین لکلمات التوبین کی تصنیف
- ۱۳۳۰ھ : الطیب الاکسیر فی علم التکسیر کی تصنیف
- ۱۳۳۰ھ : سال کے اخیر میں شن جج مسٹر سید نور الہدیٰ کے قائم کردہ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔
- ۱۳۳۱ھ : التعلیق علیٰ شروح المغنی (نحو) کی تصنیف
- ۱۳۳۲ھ : رفع الخلاف من بین الاحناف (فقہ) تصنیف
- ۱۳۳۳ھ : خیر السلوک فی نسب الملوک (تاریخ و انساب) کی تصنیف
- ۱۳۳۳ھ : نزول السکینۃ باسانید الاجازات الممتیۃ (حدیث) کی تصنیف
- ۱۳۳۳ھ : القول الاظہر فی الاذان بین یدی المنبر (فقہ) کی تصنیف
- ۱۳۳۳ھ : جواہر البیان فی ترجمۃ خیرات الحسان (مناقب) کی تصنیف
- ۱۳۳۴ھ : خانقاہ کبیریہ شہسرام کے سجادہ نشین شاہ ملیح الدین صاحب کی فرمائش پر صدر مدرس کی حیثیت سے شہسرام تشریف لے گئے۔
- ۱۳۳۴ھ : کشف الستور عن مناظرۃ رامپور کی تصنیف
- ۱۳۳۴ھ : گنجینہ مناظرہ (کلکتہ کے مناظرے کی روداد) کی تصنیف
- ۱۳۳۵ھ : تقریب (منطق) کی تصنیف
- ۱۳۳۵ھ : تذہیب (فلسفہ) کی تصنیف
- ۱۳۳۵ھ : وافیہ (نحو) کی تصنیف
- ۱۳۳۵ھ : بدر الاسلام لمیقات کل الصلوٰۃ والصیام (توقیت) کی تصنیف

۱۳۳۵ھ: مؤذن الاوقات (دس شہروں کے اوقات صوم و صلوٰۃ کی تخریج)

۱۳۳۵ھ: عافیہ (صرف) کی تصنیف

۱۳۳۶ھ: تحفۃ الاحباب فی فتح الکلوۃ والباب (کھڑکی کا فیصلہ، فقہ) کی تصنیف

۱۳۳۷ھ: نظم المبانی فی حروف المعانی (نحو) کی تصنیف

۱۳۳۷ھ: تحفۃ الاحبار فی اخبار الاخبار (مناقب) کی تصنیف

۱۳۳۷ھ: الاکسیر فی علم التفسیر کی تصنیف

۱۳۳۷ھ: صحیح البہاری کی تصنیف کا آغاز

۱۳۳۸ھ: سرور القلب المحزون فی الصبر عن نور العیون (اخلاق) کی تصنیف

۱۳۳۸ھ: ندوة العلماء (مناظرہ) کی تصنیف

۱۳۳۸ھ: جب مدرسہ اسلامیہ الہدی پٹنہ، حکومت کے زیر انتظام آ گیا تو ذمہ داروں کی

طلب پر آپ پرنسپل مدرس کی حیثیت سے پٹنہ تشریف لے گئے

۱۳۳۹ھ: ہادی الہدایۃ لترك المولاة (سیاست) کی تصنیف

۱۳۴۰ھ: توضیح الافلاک معروف بہ سلم السماء (ہیئت) کی تصنیف

۱۳۴۱ھ: اعلام الاعلام باحوال العرب قبل الاسلام (تاریخ) کی تصنیف

۱۳۴۳ھ: نہایت المقتضیٰ فی شرح ہدایۃ المبتدی (فقہ) کی تصنیف

۱۳۴۴ھ: الافادات الرضویہ (اصول حدیث) کی تصنیف

۱۳۴۵ھ: جامع الرضوی المعروف بـصحیح الہدی جلد اول (کتاب العقائد) کی تصنیف

۱۳۴۷ھ: دلچسپ مکالمہ (نصائح) کی تصنیف

۱۳۴۷ھ: جامع الرضوی (جلد دوم) کے چاروں حصوں کی تکمیل ہوئی

۱۳۴۸ھ: تسہیل الوصول الی علم الاصول (فقہ و اصول) کی تصنیف

۱۳۴۹ھ: نافع البشر فی فتاویٰ ظفر (فقہ) کی تکمیل

۱۳۵۳ھ: تنویر السراج فی ذکر المعراج (سیرت) کی تصنیف

۱۳۵۴ھ: نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال الثواب (فقہ) کی تصنیف

۱۳۵۷ھ: الانوار اللامعہ من الشمس البازغہ (فلسفہ) کی تصنیف

۱۳۵۷ھ: الفوائد التامہ فی اجوبۃ الامور العلمیۃ (عقائد و کلام) کی تصنیف

۱۳۵۷ھ: جامع الاقوال فی روایۃ الہلال (فقہ) کی تصنیف

۱۳۵۸ھ: مشرقی اور سمت قبلہ (ہدیت) کی تصنیف

۱۳۶۰ھ: مولود رضوی (سیرت) کی تصنیف

۱۳۶۵ھ: تحفۃ العظماء فی فضل العلماء (فضائل) کی تصنیف

۱۳۶۶ھ: سد الفرائد جاری بہار (نصائح/سیاست) کی تصنیف

۱۳۶۷ھ: چودہویں صدی کے مجدد (مناقب) کی تصنیف

۱۳۶۸ھ: حیات اعلیٰ حضرت (چار جلد، مناقب) کی تصنیف

۱۹۴۸ء: مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل ہوئے۔

۱۹۵۰ء: مدرسہ شمس الہدیٰ سے ریٹائرمنٹ لیا۔ اس کے بعد ظفر منزل، پٹنہ میں مخصوص

افراد کو درس دیتے اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے۔

۱۳۷۰ھ: عید کا چاند (فقہ) کی تصنیف

۱۳۷۱ھ: تنویر المصباح للقیام عند جی علی الفلاح (فقہ) کی تصنیف

۱۳۷۱ھ: شاہ شاہد حسین درگاہی میاں سجادہ نشین بارگاہ عشق میتن گھاٹ، پٹنہ کی استدعا پر

کٹیہار (بہار) تشریف لے گئے جہاں جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کا افتتاح فرمایا۔

۱۳۸۰ھ: کٹیہار سے ظفر منزل تشریف لائے۔

۱۳۸۲ھ: وصال سے پہلے ”النور والضیاء فی سلاسل الاولیاء“ تصنیف فرمایا۔

۱۳۸۲ھ: ۱۹ جمادی الاول آخرۃ ۱۳۸۲ھ/ ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو ذکر بالجہر کرتے ہوئے رب

کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور متعلقین و معتقدین کو ان کے فیوض و برکات سے بہرہ مند فرمائے آمین!



Nafse Islam



اسلامی نظریہ موت

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقدیس سرہ

ظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

فقیر بارگاہ رضوی محمد ظفر الدین قادری میجر وی غفرلہ وحق املہ ناظرین باصفا کی خدمات میں ملتمس کی جب ۲۹ رزی قعدہ ۱۳۳۸ھ روز یکشنبہ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۲۰ء کو میری چھوٹی لڑکی ولیہ خاتون بھمر ۵ رسال ۳ ماہ ۴ یوم بعارضہ فصلی ۱۱ گھنٹے کی علالت میں اس دنیا کو خیر آباد کہہ کر اپنے حقیقی مکان کو سدھاری تو اس کی جدائی کا ہمارے دل پر سخت صدمہ ہوا اور زمانہ تک اس کی گوری صورت، اس کی پیاری باتیں یاد آ کر دل کو بے چین اور پریشان کرتی رہیں۔ میں اگرچہ طرح طرح سے اپنے دل کو سمجھاتا مگر اس کا صدمہ کبھی کم نہ ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے خیال ہوا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور دیکھنا چاہیے۔ اس میں ایسی حدیثیں اور واقعات ضرور درج ہوں گے جس سے دل غمگین کو صبر اور تسلی ہو۔ چنانچہ میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا۔ اس کتاب کی برکت سے میرا غم نصف دور ہو گیا۔ اس لئے محض رفاه عام کے لئے اس کی ان احادیث کا ترجمہ جن سے غمگین دل کو صبر اور تسلی ہو، میں نے لکھ کر اس کا نام ”منزور القلب المَحْزُونِ فِي الصَّبْرِ عَنْ نُورِ الْغَيُورِ“ رکھا۔ اللہ تعالیٰ میری اس کتاب کو بھی دوسری کتابوں کی طرح قبول فرمائے اور عام خاص کو اس سے نفع پہنچائے اور خاتمہ میرا بخیر

کرے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوات والتسلیم الیٰ یوم الدین۔

ظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَانَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُورَکُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحِرَ
عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ [آل
عمران: ۱۸۵]

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں
گے۔ جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال
ہے۔ [کنز الایمان]

ظ

موت کی ابتدا اور اس کی خوبی

حضرت حسن سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان
کی ذریات کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ زمین ان کے لیے کافی نہ ہوگی۔ رب
العزت نے فرمایا میں موت پیدا کروں گا۔ انہوں نے عرض کیا: تو ان لوگوں کو زندگی کا مزہ نہ
آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ان لوگوں کے لیے ایک مدت مقرر کروں گا۔

حضرت سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ علمائے زمانہ کے
نزدیک کھرے سونے سے بھی موت زیادہ پسندیدہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان آدمی کو موت اس سے
زیادہ محبوب ہو کہ ٹھنڈے پانی میں شہد کا شربت اس کو پینے کو دیا جائے۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک شہر میں ایک عابد تھا۔ وہ عبادت کر کے مسجد

سے نکلا۔ جیسے ہی اس نے پاؤں رکاب میں رکھا، اس کے پاس حضرت ملک الموت علیہ السلام آئے۔ اس نے کہا مرحبا میں آپ کا مشتاق تھا۔ پس انہوں نے اس کی روح قبض کی۔ کسی نے سعید عبدالعزیز سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ وہ بہت ناخوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کی طرف جلد لے جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بازار جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو میرے لیے موت خرید کر لیتے آنا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا تحفہ موت ہے۔ نیز فرمایا دو چیز کو انسان ناپسند کرتا ہے، حالانکہ وہ دونوں عمدہ ہیں۔ انسان موت کو مکروہ جانتا ہے اور فتنہ و فساد سے موت بہتر ہے اور مال کی کمی کو مکروہ جانتا ہے، حالانکہ اس میں حساب کم دینا ہوگا۔ نیز ارشاد ہوا کہ دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے جو شخص دنیا سے گیا، قید خانہ سے چھوٹا۔ نیز ارشاد ہوا کہ دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے اور قبر اس کے آرام کا گھر ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے اور کافر کے لئے دنیا جنت ہے اور قبر تکلیف کا گھر ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

مسند امام احمد علیہ الرحمہ میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے تاکہ روح قبض کریں۔ حضرت نے فرمایا: اے ملک الموت! تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اپنے دوست کو مار ڈالے؟ ملک الموت اس بات کو لے کر رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سے جا کر کہو کہ کسی دوست کو دیکھا ہے کہ دوست سے ملنے کو ناپسند کرے۔ ملک الموت علیہ السلام نے یہ آکر کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تو ابھی میری روح قبض کرو۔

حیان ابن الاسود علیہ الرحمہ نے کہا: موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست کے پاس پہنچا دیتا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ بزرگان دین موت کی شیرینی اور مزے کو سمجھتے ہیں کہ وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ عبد اللہ ابن زکریا علیہ الرحمہ کہا کرتے کہ اگر مجھے اختیار دیا

جائے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سو برس کی عمر ہو یا اس وقت مری قضا آئے، ان دونوں باتوں میں سے جس کو چاہا اختیار کرو تو اللہ و رسول اور برگزیدہ بندگان الہی کے شوق ملاقات میں ابھی مرنے کو پسند کروں۔

ابو عبد اللہ ناجی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دیا جائے کہ ان دو باتوں میں سے جس کو چاہوں پسند کروں: ایک یہ کہ ساری دنیا جس دن سے پیدا ہوئی ہے، وہ سب میرے لئے ہو جائے کہ خوب مزے سے عیش و عشرت میں بسر کروں اور قیامت کے دن مجھ سے باز پرس بھی نہ ہو اور دوسری یہ کہ ابھی مجھے موت آئے تو ان دونوں باتوں میں میں اسی کو پسند کروں کہ ابھی مجھے موت آجائے۔

حضرت مسروق علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آتا سوائے اس شخص کے کہ قبر میں آرام سے لیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دنیا کی مصیبتوں، سب سے امن میں ہے۔ روایت ہے کہ جو شخص رات دن میں موت کو بیس دفعہ یاد کرے، اس کا حشر شہیدوں کے زمرے میں ہوگا۔

ظ
WWW.NAFISISLAM.COM

کیفیت موتِ مومن

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو مرنے کے وقت دیکھو۔ اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے یا آنکھوں سے آنسو بہے، نتھنے پھڑکیں تو یہ خاتمہ بخیر کی نشانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ مسلمان کی پیشانی پر پسینہ اس وجہ سے آتا ہے کہ اس سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں، ان کو یاد کر کے خداوند عالم سے شرماتا ہے۔ نیز فرمایا کہ موت کے وقت فرشتے بندے کو تھامے رہتے ہیں اور اگر نہ ہوں تو وہ میدانوں اور جنگلوں میں چلا جائے۔ کسی نے فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ انسان مرنے

کے وقت چپ چاپ رہتا ہے، حالانکہ کھٹل کے کاٹنے سے وہ چھٹ پٹانے لگتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو فرشتے پکڑے رہتے ہیں۔ ابن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پچھلی مصیبت جو مسلمان کو پہنچتی ہے، موت ہے یعنی مرنے کے بعد کوئی تکلیف یا مصیبت اس کو نہیں پہنچتی بلکہ ہر قسم کی تکلیفوں کا موت کے ساتھ خاتمہ ہو جاتا ہے اس کے بعد ہر روز عافیت و آرام کا ہوتا ہے۔

کسی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ کون بیماری ہے جس کی دوا نہیں؟ انہوں نے کہا وہ موت ہے، یعنی جب موت کا وقت آگیا تو اگر دنیا بھر کے طبیب، حکیم، وید، عطائی ڈاکٹر معالج جمع ہو جائیں، ہرگز اس کو اچھا نہیں کر سکتے اور اگر دنیا بھر کے خزانے اس کے علاج پر صرف کر دئے جائیں، کبھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یوں ہی دنیا بھر کے پیر مشائخ عالم فاضل جمع ہو کر تعویذ جھاڑ پھونک کریں، ہرگز نفع نہیں ہو سکتا۔ سچ فرمایا ہے خدائے تعالیٰ نے: اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَفِيدُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَأْخِرُونَ۔ جب لوگوں کی موت آتی ہے، نہ ایک ساعت اس سے آگے ہوں گے اور نہ دیر کریں گے۔

ظ
WWW.NAFISISLAM.COM

مرنے والے نزدیک کیا پڑھنا چاہیے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جس شخص پر مرتے وقت سورہ یسین پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر موت آسان کر دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اپنے مردوں کے پاس سورہ یسین پڑھا کرو، صحابہ کرام کی عادت تھی کہ مرنے والے کے لئے یہ دعا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ بَرِّدْ عَلَيْهِ مَصْجَعَهُ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ قَبْرَهُ وَاعْطِهِ الرَّاحَةَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْحَقُّ بَيْنَهُ وَقَوْلَ نَفْسِهِ وَصَعِدَ رُوحُهُ فِي الْاَرْوَاحِ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِي دَارِ تَبْقٰی فِيْهَا الصّٰحَّةُ وَيَذْهَبْ عَنَّا فِيْهَا النَّصَبُ وَاللُّغُوبُ۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ کیا کرو، نیز فرمایا: جو شخص مرتے وقت کلمہ پڑھ کر

مرے جنت میں داخل ہوگا۔ نیز فرمایا: بچے جب بولنے کے قابل ہوں تو پہلے پہل ان سے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہلو اور مردوں کو بھی کلمہ تلقین کرو، اس لئے کہ جس شخص کی
اول اور آخر بات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہو پھر وہ اگرچہ ہزار برس زندہ رہے، کسی
گناہ کی بابت اس سے سوال نہ ہوگا۔

ابن عسا کر علیہ الرحمہ نے روایت کیا کہ ایک شخص کے مرنے کا وقت آیا۔ لوگوں
سے اس سے کہا کلمہ پڑھو، اس نے کہا میں قدرت نہیں رکھتا ہوں، اس لیے کہ میں ایسے لوگوں
کے پاس بیٹھا کرتا تھا، جو مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے کے لیے کہتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرتے دم کلمہ پڑھ کے مرے، اس کی روح کو
بہت خوشی ہوتی ہے اور قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا اور اس کا رنگ چمک دار ہوگا نیز
فرمایا: جو شخص مرتے وقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
کہہ کر مرے اس کو آگ کبھی نہیں کھائے گی۔

کسی شخص نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ فلاں شخص کی حالت
اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا جب مرنے کا وقت قریب ہو تو اس کے نزدیک سَلَامٌ عَلٰی
الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہنا فرمایا جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ با وضو
ہو اسے شہادت کا درجہ عطا ہوگا۔ حضور اقدس علیہ السلام ایک صحابی انصاری کے یہاں
تشریف لے گئے۔ ان کی آخری وقت تھا۔ ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے تھے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ اے ملک الموت! اپنے دوست کے ساتھ
نرمی کرو اس لیے کہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا حضور خوش ہوں آپ کی آنکھیں
ٹھنڈی ہوں۔ حضور یقین فرمائیں کہ میں ہر مسلمان کا دوست ہوں اور میں انسان کی روح
قبض کرتا ہوں تو جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں اس کی روح لے کر گھر میں کھڑا ہو جاتا
ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ چیخ چلا ہٹ کیسی۔ بخدا میں نہ اس پر ظلم کیا نہ وقت سے پہلے جان نکالی

نہ تقدیر کے وقت جلدی کی تو اگر تم اللہ کے کیے سے راضی تو تو تم کو اجر دیا جائے گا اور اس سے ناخوش ہوت گنہگار ہو گے اور مجھے تو تمہارے یہاں بار بار آنا ہے اور کوئی گھرانہ امیر کا ہے نہ غیر کا نہ نیک کا نہ بد کا نیچے زمین پر نہ پہاڑ پر مگر میں ہر روز وشب وہاں جاتا ہوں یہاں تک کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کو میں اس سے زیادہ پہنچتا ہوں جتنا وہ خود اپنے کو پہنچتا ہے۔ خدا کی قسم انسان تو انسان ہے اگر میں مچھر کی روح نکالنا چاہوں تو مجھے اس کی قدرت نہیں ہوتی جب تک کہ خداوند عالم اس کی روح قبض کرنے کا حکم نہ دے۔

جعفر بن محمد نے کہا کہ ملک الموت نماز کے وقت ہر گھر میں آتے ہیں اور سبھوں کو دیکھتے ہیں پھر جب روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو جب دیکھتے ہیں کہ یہ نمازی ہے تو اس کے قریب ہوتے ہیں اور شیطان کو بھگاتے ہیں اور کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں کہ۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے مرتے وقت فرشتے آتے ہیں اور جو کچھ گھروالے کہتے ہیں، اس پر وہ آمین کہتے ہیں، اس لئے اس وقت اچھی بات کہنی چاہیے۔

نیز فرمایا: جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ با وضو ہو، اسے شہادت کا درجہ عطا ہوگا۔ حضور اقدس علیہ السلام ایک صحابی انصاری کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان کا آخری وقت تھا۔ ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: اے ملک الموت! اپنے دوست کے ساتھ نرمی کرو، اس لیے کہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا: حضور خوش ہوں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ حضور یقین فرمائیں کہ میں ہر مسلمان کا دوست ہوں اور میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں تو جب کوئی چیختے والا چیختا ہے تو میں اس کی روح لے کر گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ چیخ چلا ہٹ کیسی۔ بخدا میں نے نہ اس پر ظلم کیا، نہ وقت سے پہلے جان نکالی، نہ تقدیر کے وقت جلدی کی۔ تو اگر تم اللہ کے کیے سے راضی تو تو تم کو اجر دیا جائے گا اور اس سے ناخوش ہو تو گنہگار ہو گے اور مجھے

تو تمہارے یہاں بار بار آنا ہے اور کوئی گھر نہ امیر کا ہے نہ غریب کا، نہ نیک کا نہ بد کا، نیچے زمین پر نہ پہاڑ پر مگر میں ہر روز وشب وہاں جاتا ہوں، یہاں تک کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کو میں اس سے زیادہ پہچانتا ہوں، جتنا وہ خود اپنے کو پہچانتا ہے۔ خدا کی قسم انسان تو انسان ہے اگر میں مجھ کی روح نکالنا چاہوں تو مجھے اس کی قدرت نہیں ہوتی، جب تک کہ خداوند عالم اس کی روح قبض کرنے کا حکم نہ دے۔

جعفر بن محمد نے کہا کہ ملک الموت نماز کے وقت ہر گھر میں آتے ہیں اور سسہوں کو دیکھتے ہیں پھر جب روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو جب دیکھتے ہیں کہ یہ نمازی ہے تو اس کے قریب ہوتے ہیں اور شیطان کو بھگاتے ہیں اور کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا تو ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے اللہ! مجھے حکم دے کہ میں ابراہیم [علیہ السلام] کو خوشخبری جا کر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دی تو وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور خوشخبری دی۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کیا، پھر فرمایا: اے ملک الموت دکھاؤ مجھ کو اپنی وہ صورت جس سے تم کافروں کی روح قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا: آپ اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ آپ نے پھر فرمایا، تب کہا: ذرا منہ پھیر لیجئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیر کر جو دیکھا تو کالا سیاہ رنگ کا آدمی ہے جس کا سر آسمان سے لگا ہوا ہے اور اس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں۔ ہر روگٹے میں ایک صورت ہے جس کے منہ ناک کان سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ یہ صورت دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ملک الموت اپنی اصلی صورت پر ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک الموت! اگر کافروں کو کوئی بلا مصیبت نہ پہنچے تو فقط تمہاری صورت ہی کافی ہے۔ اب دکھاؤ کہ مسلمان کی روح کس شکل میں آ کر قبض کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ذرا منہ پھیریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیر کر دیکھا کہ ایک خوش روجوان ہے۔ پاکیزہ

اور سفید پوشاک پہنے ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! اگر مسلمانوں کو اور کوئی کرامت و بزرگی نہ بھی ہو تو صرف تمہاری صورت ہی کافی ہے۔

مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ساری زمین ملک الموت کے لیے مثل ایک طشت کے ہے، جہاں سے چاہتے ہیں، اٹھا لیتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم سب جانداروں کی روحیں قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے کہا تم تو یہاں بیٹھے ہو اور جانیں تو زمین بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کہا: اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مسخر کر دیا ہے تو دنیا میرے نزدیک مثل اس طشت کے ہے جو کسی کے سامنے رکھا جائے۔ وہ اس میں جہاں سے چاہتا ہے چیز لے لیتا ہے، یوں ہی میرے لئے دنیا ہے۔ شہر ابن حوشب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ملک الموت بیٹھے ہیں اور دنیا ان کے سامنے ہے اور وہ تختہ جس میں سب کی مدتیں لکھی ہیں، ان کے آگے ہے۔ ان کے سامنے فرشتے کھڑے ہیں اور وہ تختہ پیش نظر ہے۔ جب کسی بندہ کی موت کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں: فلاں کی روح قبض کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ملک الموت سب لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ملائکہ رحمت ہیں اور ملائکہ عذاب بھی ہیں تو جب کسی نفس طیب کو قبض کرتے ہیں تو فرشتہ رحمت کے حوالے کرتے ہیں اور جب کسی نفس خبیث کو قبض کرتے ہیں تو عذاب کے فرشتے کو دیتے ہیں۔

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملک الموت علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کے ہم نشینوں میں ایک شخص کی طرف گہری نظر سے دیکھنے لگے۔ پس وہ نکلے تو اس نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ ملک الموت ہیں۔ اس شخص نے کہا: وہ تو مجھے ایسا گھور رہے تھے کہ گویا میرا ہی ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوا کو حکم دیں کہ مجھے ہندوستان پہنچا آئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلا کر کہا تو ہوا

نے اس شخص کو ہندوستان پہنچا دیا پھر ملک الموت علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا: تم اس دن اس شخص کو بہت گھور کر دیکھتے تھے۔ کہا: میں اس سے تعجب کرتا تھا کہ مجھے حکم ہے کہ اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں، اور وہ شخص یہاں آپ کے پاس بیٹھا ہے۔ جابر ابن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ پہلے ملک الموت لوگوں کی روحیں بغیر بیماری کے قبض کیا کرتے تھے تو لوگوں نے ان کا گالی دی اور لعنت کی۔ انہوں نے اس کی شکایت اللہ رب العزت سے کی، تب اللہ تعالیٰ نے بیماری کو پیدا کیا جس سے لوگ مرنے لگے اور وہ سب ملک الموت کو بھول گئے۔ اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاح شخص بیماری سے مرا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پہلے ملک الموت علیہ السلام لوگوں کے پاس ظاہری صورت میں آتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کو طمانچہ مارا جس سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ فرمایا جاؤ مرے بندے کے پاس اور ان سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کے چمڑے پر رکھیں، ان کے ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آئیں گے، ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر عطا ہوگی۔ ملک الموت ان کے پاس آئے اور یہ کہا۔ آپ نے فرمایا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ ملک الموت نے کہا: موت، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جب مرنا ہی ہے تو ابھی ہی سہی، تب ملک الموت نے ان کی روح قبض کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ واپس کر دی۔ اس دن سے لوگوں کے پاس خفیہ آنے لگے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے وصال کے دن جبریل علیہ السلام آئے اور پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں مغموم اور پریشان ہوں پھر ملک الموت نے اجازت چاہی تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ملک الموت ہیں، آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ سے قبل کسی آدمی سے انہوں نے اجازت نہ مانگی اور حضور کے بعد کسی سے اجازت نہ مانگیں گے۔ حضور نے اجازت دی تو آئے اور آپ کے

سامنے کھڑے ہوئے۔ پس کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ اگر حضور حکم دیں تو آپ کی روح قبض کروں اور اگر ناپسند کریں تو چھوڑ دوں۔ حضور نے فرمایا: اے ملک الموت! روح قبض کرو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ حضور نے ملک الموت سے فرمایا: تم اپنا کام کرو۔

نجیب ابن ابی عبید علیہ الرحمہ نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے باپ کو کہو کہ وہ مجھ پر درود بھیجیں تو میں ان کی روح قبض کرنے میں آسانی کروں گا۔ انہوں نے اس کو اپنے والد سے کہا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی بی بی سے زیادہ اُنس ہے۔

ظ

ہر سال مردوں کی فہرست چھٹتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جتنے آدمی سال میں مرنے والے ہیں، ان کی فہرست ہر شعبان میں چھٹ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے، اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا ہوتا ہے۔ عطا ابن یسار قدس سرہ سے منقول ہے کہ جب چودھویں شعبان کی ہوتی ہے تو ملک الموت علیہ السلام کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا نام اس صحیفہ میں لکھا ہوا ہے، ان کی روحوں اس سال میں قبض کرنا۔ پس تحقیق کہ آدمی پیڑ بوتھا ہے اور شادی کرتا ہے اور عمارت بنواتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ لیلۃ القدر میں سب لوگوں کی فہرست چھٹ جاتی ہے تو نہ اس میں کوئی زیادہ ہوگا اور نہ کوئی کم ہوگا۔ محمد بن حماد قدس سرہ سے منقول ہے کہ عرش کے نیچے ایک درخت ہے۔ جس قدر مخلوق ہے، ہر ایک کے نام ایک پتہ اس درخت میں ہے، جب کسی بندہ کا پتہ اس درخت سے گرتا ہے تو اس کی روح نکلتی ہے۔

ظ

مرنے دم کی حالت کیا ہوتی ہے؟

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ میرے ولی کے پاس جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ، اس لئے کہ میں نے اس کو ہر آرام و تکلیف میں آزمایا تو میں نے اس کو اپنا دوست پایا۔ لہذا اس کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اس کو دنیا کے رنج و غم سے نجات دوں تو اس کے پاس ملک الموت اس شان سے جاتے ہیں کہ ان کے پاس پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ خوشبوئے جنت اور کفن ہوتا ہے، سینکڑوں قسم کی خوشبوئیں ہوتی ہیں اور سفید ریشمی ٹکڑا ہوتا ہے جو مشک آٹے سے بسا ہوتا ہے۔ ملک الموت علیہ السلام اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور چاروں طرف اس کے فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ ایک ہاتھ اس کے ایک ایک بدن پر رکھتا ہے اور اس ریشمی ٹکڑے اور مشک آٹے کو اس کی ٹھڈی کے پاس رکھتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ تو اس وقت وہ جنت کو، حوروں کو، ان کے لباسوں کو اور جنت کے میوؤں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ حوریں اس کو دیکھ کر بہت ہی مسرت کا اظہار کرتی ہیں۔ ایسے وقت میں شاداں و فرحاں اس کی روح نکلتی ہے اور ملک الموت علیہ السلام یہ کہتے ہیں کہ اے پاک نفس! نکل جنت کی نعمتوں کی طرف۔ ملک الموت اس شخص کے ساتھ ایسی شفقت اور مہربانی کرتے ہیں جیسے ماں اپنے بچے کے ساتھ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ملک الموت جانتے ہیں کہ یہ روح رب العزت کو محبوب ہے، اللہ کے نزدیک بزرگ ہے، اس لئے وہ اس روح کے ساتھ نرمی اور مہربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہیں تو وہ روح جسم سے اس طرح بے تکلیف نکل آتی ہے جیسے آٹے سے بال نکل آتا ہے اور جب روح نکلتی ہے تو وہ فرشتے جو اس کے گرد ہیں، کہتے ہیں: اَلْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پس جب روح نکل آتی ہے تو بدن سے کہتی ہے: اللہ

تعالیٰ تجھے عمدہ جزا دے۔ تو طاعت کی طرف جلدی کرنے والا اور نافرمانی سے دور رہنے والا تھا، پس تجھے مبارکباد ہو کہ تو نے نجات پائی اور نجات دلائی اور اسی طرح بدن بھی روح کو کہتا ہے اور اس شخص کے مرنے پر زمین کے وہ سب ٹکڑے جن پر وہ اللہ کی عبادت کرتا تھا، روتے ہیں اور وہ سب دروازے جن کے ذریعہ اس کا عمل اوپر جاتا تھا اور جن سے اس کی روزی اترتی تھی، وہ سب چالیس دنوں تک اس پر روتے ہیں اور وہ پانچ سو فرشتے اس کے بدن کے پاس رہتے ہیں اور اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ ہر کام میں شریک رہتے ہیں۔ جب اس کو لے جاتے ہیں تو اس کے گھر سے قبر تک دو صف ہو جاتے ہیں اور استغفار کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یعنی اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو اس وقت شیطان علیہ اللعن سرپیٹ کر روتا ہے اور اپنے شاگردوں پر غصہ ہوتا ہے کہ یہ شخص تم سے نجات پا کر با ایمان مرا۔ پس جب اس کی روح کو لے کر آسمان پر جاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کو خداوند عالم کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جب وہ روح عرش پر پہنچتی ہے تو خداوند عالم کو سجدہ کرتی ہے، تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو جنت کی نعمتوں کی طرف لے جاؤ۔ جب اس کو دفن کرتے ہیں تو داہنی طرف نماز اور بائیں جانب روزہ اور قرآن، اور ذکر سرہانے، نماز کی طرف جانا پائنتیں آتا ہے اور صبر آ کر اس کی قبر کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے تو وہ اس کے داہنے طرف سے آنا چاہتا ہے تب نماز اس کو منع کرتی ہے کہ ہٹ یہ شخص عمر بھر عبادت کی وجہ سے تکلیف میں رہا، اب اس نے آرام پایا ہے۔ اس کے بعد اس کے بائیں جانب سے عذاب آنا چاہتا ہے تو روزہ اسی قسم کی تقریر کرتا ہے۔ تب اس کے سرہانے سے آنا چاہتا ہے تو اسی طرح کہا جاتا ہے پھر پائنتیں کی طرف سے آنا چاہتا ہے تو ایسا ہی جواب پاتا ہے اور پھر کنارہ ہو کر عذاب دیکھتا ہے تو کسی جگہ سے راستہ نہیں پاتا ہے اور صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں نے اس کو کسی طرف سے آنے سے اس لیے منع

نہیں کیا کہ تم لوگ کافی تھے۔ اب میں اس کو پل صراط اور میزان کام آؤں گا اور اگر تم سب عاجز آتے تو میں یہاں اس کی حمایت کرتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ منکر نکیر کو بھیجتا ہے۔ وہ اسے بیٹھنے کے لیے کہتے ہیں تو مردہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھتا ہے، تو یہ دونوں پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِينُكَ؟ مَا تَقُولُ فِي هَذَا لَوْ جُلَّ؟ (تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ جواب دیتا ہے: رَبِّيَ اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، دِينِي الْإِسْلَامُ، مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّنَا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔ یعرب میرا اللہ ہے جس کا شریک نہیں۔ دین میرا اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں جن کے بعد نبی نہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں: تو نے سچ کہا۔ پھر وہ دونوں قبر کو ہر شش جہت (چھ طرف) سے وسیع کر دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں: اوپر دیکھ۔ وہ کہتا ہے: جنت تک دروازہ کھلا ہے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ خدا کے ولی یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ چونکہ تو نے دنیا میں اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کی تو یہ سن کر اس کے دل میں خوشی ہوتی ہے جو کبھی پلٹ نہیں سکتی۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ نیچے دیکھ تو وہ جہنم تک کھلا ہوا ہے۔ پس وہ دونوں کہتے ہیں کہ اے خدا کے دوست تو نے اس سے نجات پائی تو پھر اس کے دل میں ایک ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی دور نہیں ہو سکتی اور اس کے لیے ستر دروازے جنت کی طرف کھول دیے جاتے ہیں جن کی خوشبو اور ٹھنڈک اس کو برابر آتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ قبر سے اٹھے۔

ضحاک سے منقول ہے کہ جب مسلمان کی روح قبض کی جاتی ہے اور اس کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ملائکہ مقربین جاتے ہیں۔ پھر پہلے آسمان کے فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ پھر وہاں کے فرشتے تیسرے آسمان تک جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اور ساتویں آسمان کے فرشتے سدرۃ المنتہیٰ تک ساتھ ساتھ اس کے اعزاز کے لیے جاتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان کے دنیا چھوڑنے اور آخرت میں

جانے کا دن ہوتا ہے تو اس کے پاس خدا کے فرشتے اس کا کفن اور اس کے لئے خوشبو لاتے ہیں اور وہ سب ایسے خوبصورت ہیں کہ آفتاب ان سے مات ہے۔ وہ فرشتے اس شخص سے اتنے فاصلہ پر آ کر بیٹھتے ہیں کہ وہ انہیں دیکھتا ہے تو جب اس کی روح نکلتی ہے تو اس پر آسمان وزمین کے سب فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو مکروہ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم سب لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ نہیں بلکہ جب مسلمان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور کرامت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کے ملنے کو محبوب رکھتا ہے اور جب کافر کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب کی خبر دی جاتی ہے۔ اس وقت وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ مسلمان کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو ملک الموت کو فرماتا ہے کہ اس بندہ کو میرا سلام کہو۔ پس جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں کہ تیرا ب تحبہ سلام کہتا ہے۔

کثیر ابن کثیر قدس سرہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جنتی کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے کہ جب اس کے مرنے کا وقت آتا ہے اور اس کو خوشخبری جنت کی دی جاتی ہے تو اس کے قلب پر وہ فرشتہ اپنا ہاتھ رکھے رہتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو خوشی کی وجہ سے اس کا دل سرے سے باہر ہو جائے۔

علی واعظ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ملک الموت علیہ السلام کی ہتھیلی میں خط نور سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ وہ جب اس کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس کو عارف باللہ کے لئے پھیلا دیتے ہیں تو جب وہ روح اس

کو دیکھتی ہے پلک جھپکنے سے پہلے اڑ کر چلی جاتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جمعہ کو ہزار بار درود شریف پڑھے گا تو وہ ہرگز نہ مرے گا، جب تک دنیا میں اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے گا۔

ظ

زُوج جب نکلتی ہے تو ایک دوسرے سے ملتی ہے اور بات پوچھتی ہے؟

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان کی روح نکلتی ہے تو اس سے اہل رحمت آکر ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں شخص اب آرام میں آتا ہے، دنیا میں تکلیف میں تھا۔ پھر اس سے ہر شخص کی حالت پوچھتے ہیں کہ فلاں کی شادی ہوئی یا نہیں؟ فلاں شخص شخص کیسے ہے؟ فلاں کے لڑکا ہوا یا نہیں؟ پس جب وہ ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو مر چکا ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس کا انتقال ہو گیا، تب وہ لوگ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں گیا، کیا ہی بری جگہ وہ ہے اور فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ قرابت والے رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں تو اگر اچھا دیکھتے خوش ہوتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے اور تیری رحمت ہے تو اپنی نعمت کو اس پر تمام کر اسی نعمت پر اس کو مار اور جب کسی بدکار کا عمل پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! اس کو اچھے کام کی توفیق دے اور تو اس سے راضی ہو۔

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو اس کی اولاد اس کے استقبال کو آتی ہے جیسے دنیا میں مسافر کو لینے کے لئے لوگ آتے ہیں۔ ثابت بنانی کہتے ہیں جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس سے قبل جتنے عزیز واقارب مر چکے ہیں، وہ اس کو لینے کے لئے آتے ہیں اور اس کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتے ہیں اس سے زیادہ کہ جب کوئی آدمی سفر سے اپنے گھر آتا ہے تو اس کے رشتہ دار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

ابو نعیم قدس سرہ نے کہا کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ

خراب ہوئی تو آپ روئے۔ یہ حال دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ حسن یہ رونے کا وقت نہیں ہے۔ جیسے ہی آپ کی روح بدن سے جدا ہوگی، آپ اپنے ماں باپ حضرت علی اور فاطمہ سے ملیں گے۔ اپنے نانا نانی حضور اقدس ﷺ اور حضرت خدیجہ سے ملیں گے، اپنے چچا حضرت حمزہ اور حضرت جعفر سے ملیں گے، آپ اپنے ماموں حضرت قاسم طیب، طاہر، ابراہیم سے ملیں گے، آپ اپنی خالہ حضرت رقیہ، ام کلثوم اور زینب سے ملیں گے۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

لیث بن سعد قدس سرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص شہید ہوا۔ وہ شب جمعہ میں اپنے باپ کے پاس آتا اور اس سے باتیں کرتا اور اس نے اُنس حاصل کرتا تھا۔ ایک رات نہیں آیا، اس کے بعد پھر دوسری شب جمعہ کو آیا تو اس کے باپ نے کہا کہ اے میرے بچے! تو نے مجھے بہت غمگین کیا کہ تو اس شب جمعہ کو نہ آیا۔ اس نے کہا کہ میرے نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ اس شب میں سب شہیدوں کو حکم ہوا کہ جاؤ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کا استقبال کرو تو ہم سب لوگ وہیں گئے تھے اور یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔

ظ

مردہ اپنے غسل دینے والے اور کفن کرنے والے

کو پہچانتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے جو اسے نہلاتا ہے اور جو اسے اٹھاتا ہے اور جو اسے کفن پہناتا ہے اور جو شخص اسے قبر میں اتارتا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اس کو لے کر چلتا ہے۔ جب اس مردہ کو قبر میں رکھتے ہیں تو وہ فرشتہ روح کو بھی رکھ دیتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور اس کو لوگ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں، پس اگر نیک

ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر بُرا ہوتا ہے تو کہتا ہے اے لوگو! مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟ اس کی اس آواز کو سب مخلوق سنتی ہے، سوائے جنات اور انسان کے اور اگر یہ لوگ سن لیں تو سب بے ہوش ہو جائیں۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا کہ جب مردہ کو چار پائی پر رکھتے ہیں اور تین قدم لے چلتے ہیں تو وہ بولتا ہے، جس کی آواز کو جنات اور انسان کے سوا سب مخلوق سنتی ہے، اے مرے بھائیو! اور مری نعش کے اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکہ نہ دے، جس طرح مجھے اس نے دھوکا دیا اور تمہارے ساتھ زمانہ کھیل نہ کرے جس طرح میرے ساتھ کھیل کیا۔ جو کچھ میں نے چھوڑا، وہ سب میرے ورثا کا ہے اور خداوند عالم مجھ سے مواخذہ فرمائے گا اور مجھ سے حساب لے گا اور تم لوگ تھوڑی دور میرے ساتھ آ کر مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔

ظ

فرشتے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں

ابن غفلہ قدس سرہ نے کہا کہ فرشتے جنازے کے آگے آگے جاتے ہیں اور جیسے کچھ اعمال اس کے ہیں، اس کو کہتے ہیں اور لوگ اس کے ترکہ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے خداوند عالم سے پوچھا: اے اللہ! اس کی کیا جزا ہے جو صرف تیری رضامندی کے لئے جنازہ کے ساتھ چلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی جزا یہ ہے کہ جب وہ مرے تو فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلیں گے اور میں اس کی روح پر رحمت نازل کروں گا۔

ظ

جب مسلمان مرتا ہے تو زمین و آسمان اس پر روتے ہیں

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے

ہیں۔ ایک سے اس کا عمل اوپر بلند کیا جاتا ہے اور دوسرے سے اس کی روزی اترتی ہے۔ پس جب وہ شخص مرتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اس شخص کو وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھا کرتا تھا، نہیں پاتی ہے تو وہ زمین روتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جب آدمی کسی مسافرت کی جگہ میں مرتا ہے، جہاں اس کے رونے والے نہیں ہیں تو اس پر آسمان روتا ہے اور زمین روتی ہے۔

مجاہد قدس سرہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان مرتا ہے تو چالیس دن تک اس پر زمین روتی ہے۔ عطا خراسانی قدس سرہ سے روایت ہے کہ جو خدا کا بندہ زمین کے کسی ٹکڑے پر خدا کی عبادت کرتا ہے، اس کو سجدہ کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گا اور جس دن وہ مرے گا وہ ٹکڑا روئے گا۔ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان مسافرت میں مرتا ہے تو اللہ اس کی مسافرت پر نظر کر کے اس پر عذاب نہیں کرتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے تو وہ اس پر روتے ہیں، کیونکہ وہاں کوئی اس پر رونے والا نہیں ہوتا ہے۔

ظ

جس زمین سے انسان پیدا ہوتا ہے،

وہیں دفن کیا جاتا ہے

حضور اقدس ﷺ نے مدینہ میں ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ قبر کھود رہے ہیں، اس سے دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ ایک حبشی کا انتقال ہو گیا ہے، اس کے لئے یہ قبر کھودی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ اپنے ملک سے اس زمین کی طرف آیا جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا، نیز فرمایا ہر شخص میں اس کی قبر کی خاک چھڑکی جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو فرشتہ رحم پر مومل ہے، وہ نطفہ کو رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور دریافت کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ پیدا ہوگا یا اسقاط ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا ہوگا تو وہ پوچھتا ہے کہ اے رب اس کی کتنی روزی ہوگی، کیا کام

کرے گا، کتنی حیات ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَوْ اَنَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَيٰوةٌ** میں دیکھو۔ جب وہ دیکھتا ہے تو اس کی روزی، اس کا اثر، اس کا عمل، اس کی اجل سب لکھا پاتا ہے۔ اور وہ مٹی جس میں دفن ہوگا، لیتا ہے۔ اس سے اس کے نطفہ کو گوندھتا ہے اور یہ معنی ہیں قرآن شریف کی آیت کے: **مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ**، یعنی زمین ہی سے میں نے تم سب کو پیدا کیا اور زمین میں تم کو لوٹائیں گے۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں جس کی موت لکھی ہے، اگر وہ شخص وہاں نہ بھی ہوگا تو کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آئے گی جس کی وجہ سے وہ وہاں جائے گا اور وہیں جا کر مرے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پکڑتا ہے تو فرشتہ اس کو تھیلی میں لے کر پوچھتا ہے کہ یا رب مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ؟ پس اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیر مخلقہ تو رحم اس کو خون بنا کر پھینک دیتا ہے یعنی اسقاط ہو جاتا ہے۔ اور اگر کہتا ہے مخلقہ تو پوچھتا ہے: اے رب لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ بد بخت ہوگا یا نیک بخت؟ کس قدر اس کی عمر ہوگی؟ کیا اثر ہوگا؟ کتنی روزی ہوگی؟ کس زمین پر مرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَوْ اَنَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَيٰوةٌ** میں دیکھو، وہاں اس نطفہ کا مفصل حال پاؤ گے۔ چنانچہ اسی کے موافق وہ پیدا ہوتا ہے، روزی دیا جاتا ہے، جب اس کے مرنے کا وقت آتا ہے تو اسی زمین میں مرتا ہے اور وہیں دفن ہوتا ہے۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو نیک بختوں کے پڑوس میں دفن کرو، اس لیے کہ بُرے ہمسایہ سے اس کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی تجھیز و تکفین میں جلدی کرو اور عمدہ کفن دو اور اس کی وصیت پوری اور قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسیوں سے بچاؤ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اچھا پڑوسی آخرت میں فائدہ پہنچاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس طرح دنیا میں نفع دیتا ہے۔

حضرت نافع مزنی قدس سرہ سے منقول ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخی ہے پھر سات آٹھ دن کے بعد دیکھا کہ وہ جنتی ہے تو اس کی وجہ پوچھی؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ ایک نیک بخت دفن کیا گیا تو اس نے اپنے پڑوسیوں میں سے چالیس آدمی کی شفاعت کی، انہیں میں سے میں بھی ہوں۔

منقول ہے کہ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے مرنے کا وقت ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ میری قبر زیادہ گہری نہ کھودنا، کیوں کہ بہترین حصہ زمین کا اوپر کا ہے اور بدترین نیچے کا حصہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان مرتا ہے تو اس کے مرنے کی وجہ سے مقبرہ زینت پذیر ہوتا ہے اور ہر ٹکڑا یہ چاہتا ہے کہ مجھ میں دفن کیا جائے اور جب کافر مرتا ہے تو گورستان تاریک ہو جاتا ہے اور ہر ٹکڑا اپنا ہانگتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص مجھ میں دفن کیا جائے۔

محمد ابن عبداللہ اسدی قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں بعض صلحا کے جنازے میں شریک ہوا تو دیکھا کہ میت کے وارث لوگوں کو جلدی کرنے کی تاکید کر رہے ہیں کہ شام ہونے سے قبل دفن کر دو۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کوئی فائدہ ہے؟ کہا میرے جد امجد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: دن کے فرشتے زیادہ مہربان ہوتے ہیں، رات کے فرشتے سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو لوگ میت کے ساتھ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر ایک فرشتہ موکل فرماتا ہے تو وہ لوگ غمگین پریشان ہوتے ہیں۔ جب اس مردہ کو دفن کر چکتے ہیں اور وہ پلٹتے ہیں تو وہ فرشتہ ایک مٹھی خاک لے کر ان سب پر پھیلتا ہے اور کہتا ہے کہ تم لوگ دنیا کی طرف پلٹ جاؤ۔ اللہ تمہیں تمہارا مردہ بھلا دے پس وہ لوگ اس کو بھول جاتے ہیں اور اپنے دنیوی کاروبار بیع و فروخت شروع کر دیتے ہیں اور اس سے ایسے

بے تعلق ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ نہ ان کا تھا اور نہ یہ لوگ اس کے تھے۔

ظ

دفن کے وقت کیا کہنا چاہیے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنازہ قبر کے پاس پہنچے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تو موت بیٹھ بلکہ قبر کے کنارے کھڑا رہ۔ پس جب وہ دفن کیا جائے تو یہ کہہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللّٰهُمَّ عَبْدُکَ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَيْرُ اَمْنَزُوْلٍ بِہِ خَلَفَ الدُّنْیَا خَلَفَ ظَہْرَہِ فَاَجْعَلْ مَا قَدَّمَ عَلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَلَفَ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِلْاَبْرَارِ۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان مرجائے تو اس کو موت روکو اور اس کو جلد قبر کی طرف لے چلو اور اس کے سرہانے فاتحۃ البقرۃ اور پائتانے خاتمہ سورۃ بقرہ پڑھو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بیٹے کو دفن کیا تو کہا: اللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِہِ وَاِفْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِوُجْہِہِ وَبَدِّلْ لَہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی لڑکی کا انتقال ہوا تو جب اس کو لحد میں رکھا گیا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِی سَبِیْلِ اللّٰهِ جب قبر برابر کرنے لگے تو کہا: اللّٰهُمَّ اَجْزِہَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ جب قبر برابر ہو چکی تو ایک کنارے کھڑے ہوئے اور کہا: اللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِہَا وَصَعِدْ زَوْجَہَا لِقَہَا مِنْکَ رِضْوَانًا۔ پھر کہا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ جب کوئی تمہارے بھائیوں میں سے مرجائے اور تم اس پر مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے کوئی شخص اس کے سرہانے کھڑا ہوا اور کہے اے فلاں بن فلاں! تو وہ سنے گا مگر جواب نہ دے گا پھر کہے اے

فلاں بن فلاں! پس وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے اے فلاں بن فلاں! پس وہ کہے گا کہہ مجھ سے! اللہ تجھ پر رحم کرے مگر اس کی بات کو تم لوگ نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد یہ کہے: یاد کر اس چیز کو جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی اس بات کی گواہی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تو راضی ہو اللہ سے رب مان کر اور اسلام کو دین جان کر اور محمد ﷺ کو رسول خدا پہچان کر اور قرآن شریف کو امام سمجھ کر، یہ سن کر منکر و نکیر ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیں گے اور کہیں گے کہ چلو ہم اس کے پاس نہیں بیٹھتے جس کو حجت تلقین کی گئی۔ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ اگر اس میت کی ماں کا نام نہ معلوم ہو؟ آپ نے فرمایا اس کو منسوب کرو حوّا کی طرف اور کہو اے فلاں بن حوّا!

خیمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ صحابہ کرام دفن کے بعد یہ کہا کرتے تھے:

بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اجْزِهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی صحابی کی قبر برابر کی جا چکتی تھی تو آپ اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ فرمایا کرتے:

اللَّهُمَّ نَزَلْ بِكَ صَاحِبَنَا وَخَلَفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهِ اللَّهُمَّ ثَبِّثْ
عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ مِنْطَقَهُ وَلَا تَبْنَلْهُ فِي قَبْرِهِ بِمَا لَا طَاقَةَ لَهُ بِهِ اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ
بِهِ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرٌ أَوْ أَجْلَسَتْهُ لِتَسْأَلَهُ اللَّهُمَّ فَثَبِّثْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ
كَمَا ثَبَّتَهُ فِي الدُّنْيَا اللَّهُمَّ ازْحَمْهُ وَالْحَقُّهُ بَنِيهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
تُضِلَّنَا بَعْدَهُ وَلَا تَخْرُفْنَا أَجْرَهُ۔

ظ

ہر شخص سے قبر آکر ملتی ہے

حضور اقدس ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی روح کی خوشی میں عرش جھوٹا، اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے۔ اس کے اعزاز کے لئے ستر ہزار فرشتے آئے۔ اس کو قبر نے دبایا پھر جدا ہو گئی نیز فرمایا: اگر کوئی شخص قبر کے ملنے سے نجات پاتا تو البتہ سعد بن معاذ اس سے نجات پاتا۔ (رضی اللہ عنہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ہم لوگ حضور کے ساتھ نکلے تو آپ کو غمگین اور رنجیدہ دیکھا۔ آپ قبر کے قریب تھوڑی دیر بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کرنے لگے پھر قبر میں اترے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا غم اور زیادہ ہونے لگا پھر آپ نکلے تو وہ حالت جاتی رہی اور آپ ہنسے تو ہم لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں یاد کرتا تھا قبر کی تنگی اور اس کے غم کو اور زینب کے ضعف کو تو مجھے یہ بہت شاق معلوم ہوتا تھا۔ میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تخفیف کرے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا لیکن ایک مرتبہ قبر نے دبایا جس کو سوائے جنات اور انسانوں کے سب نے سنا، نیز حضور نے فرمایا: جب سعد بن معاذ کو دفن کیا تو قبر نے اس کو ایسا دبایا کہ مثل بال کے ہو گیا۔ لہذا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دفع کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پیشاب کے بعد پاکی کا بہت خیال نہیں کرتے تھے۔

محمد تمیمی قدس سرہ سے منقول ہے کہ قسۃ القبر (قبر کے دبوچنے) کی اصل یہ ہے کہ اسی سے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ ان کی ماں ہے اور یہ مدت تک اس سے علیحدہ اور جدا رہے تو پھر جب وہاں پہنچے تو قبر اس کو دبوچتی ہے، جس طرح ماں اپنے بچے کو دبوچ کر پیار کرتی ہے، جب کوئی لڑکا ماں سے غائب ہو کر پھر آ کر ملے۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور عاصی ہوگا، اس سے سختی سے پیش آئے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض

کی یا رسول اللہ! جب سے حضور نے منکر و نکیر کی آواز اور ضغطِ قبر (قبر کا جھٹک) کا تذکرہ فرمایا ہے، مجھے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کوئی شے مجھے نفع دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا: اے عائشہ! منکر و نکیر کی آواز مسلمانوں کے کان میں ویسی ہی معلوم ہوگی جیسے آنکھوں میں سرمہ اور ضغطِ قبر مسلمانوں کے لئے ایسا ہے جیسے کوئی بچہ اپنی شفیق ماں سے دردِ سر کی شکایت کرتا ہے تو وہ اس کا سر نہایت آسانی سے دباتی ہے۔ ہاں عائشہ! خرابی ہے کافروں کے لئے کہ ان کی قبر میں ایسا ضغط ہوگا جیسے پتھر پر کوئی انڈا پٹکے۔

فائدہ: بعض نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا دس باتوں میں کسی ایک بات سے دفع ہوتی ہے۔

اول: توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

دوم: استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا ہے۔

سوم: کوئی اچھا کام کرے اس سے اللہ تعالیٰ اس خطا کو محو کر دیتا ہے۔

چہارم: دنیا میں مصیبتوں میں مبتلا ہو تو اس کا کفارہ ہوتا ہے۔

پنجم: قبر میں ضغط ہو تو اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

ششم: اس کے مسلمان بھائی اس کے لئے دعا کریں اور مغفرت چاہیں۔

ہفتم: لوگ اپنے اعمالِ حسنہ کا ثواب اس کو بخشیں تو اس کو نفع ہوگا۔

ہشتم: عرصاتِ محشر میں خوف میں مبتلا کیا جائے جس سے گناہوں کا کفارہ ہو۔

نہم: حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے نجات ہو۔

دہم: رحمت باری متوجہ حال ہو۔

اللہمَّ ارزقنا کلها فاستغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ فاغفر لی ذنوبی کلها بحر مۃ نبیک محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

میت سے قبر مخاطب ہو کر یہ کہتی ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اکثر موت کو یاد کرو، اس لئے کہ قبر روز کہتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑے کا گھر ہوں، پس جب مسلمان دفن ہوتا ہے تو اس کو قبر کہتی ہے: مرحبا اھلا وسھلا۔ جس قدر لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے تو مجھے ان میں محبوب تھا۔ تو آج میرے پاس آیا تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر قبر وسیع ہو جاتی ہے۔ ہر طرف جتنی دور نگاہ جاسکے، جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب کوئی کافر وفا بردار دفن ہوتا ہے تو قبر کہتی ہے نہ تجھ کو مرحبا ہو اور نہ مبارکباد۔ جتنے لوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے تو مبغض تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا تو دیکھ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ اس کے بعد قبر مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں ادھر سے ادھر نکل جاتی ہیں۔ اس کے بعد حضور نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر اس کو سمجھا دیا، اور اللہ تعالیٰ سزا دے گا اس پر مقرر کرتا ہے کہ اگر کوئی اس میں سے ایک پھونک مار دے تو تا قیامت دنیا میں ایک تنکا بھی نہ اُگے۔ وہ سانپ ان کو کاٹا اور نوچتا ہے۔ قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا۔

نیز فرمایا کہ قبر ایک روضہ (باغ) ہے، جنت کی کیاریوں سے یا گڑھا ہے جہنم کے گڑھوں سے۔ نیز فرمایا کہ جب مسلمان کے مرنے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں تاکہ اس کی روح قبض کریں تو غایت درجہ خوبصورت حسین شکل میں آتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو فرشتے اور آتے ہیں جو جنتی خوشبو اور جنتی کفن لئے ہوتے ہیں۔ جب ملک الموت اس کی روح اس کے بدن سے نکالتے ہیں تو وہ دونوں فرشتے اس کو جنت کی خوشبو میں بساتے اور جنتی کفن پہناتے ہیں پھر اس کو لے کر جنت میں جاتے ہیں تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کس کی پاک روح ہے جس کے لئے جنت کے دروازے کھولے گئے ہیں تو

یہ اس کا اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں کہ یہ روح فلاں شخص کی ہے۔ جب اس کو لے کر فرشتے آسمان پر جاتے ہیں تو اس کی مشایعت (ہمراہی) میں ہر آسمان کے فرشتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ عرش کے پاس خداوند عالم کے حضور میں رکھی جاتی ہے، اس کے اعمال نکالے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مقربین کو فرماتا ہے تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے اس عمل والے کو بخش دیا۔ اس کے نامہ اعمال پر مہر کر کے اعلیٰ علیین میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو دنیا میں واپس کرو، کیونکہ میں نے اس کا وعدہ کیا تھا۔ پس جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہی: تو میرا دوست تھا اور جتنے لوگ میری پیٹھ پر چلتے ہیں، ان سب میں تو پیارا تھا۔ اب جب میرے پیٹ میں آیا تو دیکھ کیسا عمدہ برتاؤ میں تیرے ساتھ کرتی ہوں۔ اس کے بعد اس کی قبر منتہائے بصر (حد نگاہ) تک پھیل جاتی ہے اور اس کے پاؤں کے پاس ایک دروازہ جنت میں کھولا جاتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے ثواب تجھے عنایت فرمائے ہیں۔ اس کے بعد اس کے سرہانے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول کر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کیسی بلا سے نجات دی، نہایت آرام کے ساتھ سو جا !

ظ

منکر نکیر کے سوال

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے پاس سے اس کے ساتھی لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی پچھل کو سنتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مسلمان کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا ٹھکانہ جہنم کی طرف دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے وہ جگہ بدل کر کیسی عمدہ جگہ جنت عطا فرمائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس ان دونوں جگہوں کو وہ دیکھتا ہے اور قبر

اس کی ستر ستر گز ہر طرف کشادہ کردی جاتی ہے اور وہ قبر ہری بھری کردی جاتی ہے اور منافق اور کافر سے جب سوال ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے، انہیں کی سنانی میں بھی کہتا تھا۔ اس کے بعد وہ لوگ لوہے کی منگڑی سے مارتے ہیں تو اتنے زور سے وہ چیختا ہے کہ اسے سوائے انسان اور جنات کے سبب سنتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ دفن کے بعد لوگ جو پھرتے ہیں، مردہ ان کے جوتے کی آواز کو سنتا ہے پھر وہ بیٹھتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مسلمان کہتا ہے کہ اللہ! پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اسلام! پھر پوچھتے ہیں نبی تیرا کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ پھر پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں پہچانتا ہوں۔ ان پر ایمان لایا، وہ جو کتاب لائے اس کی تصدیق کی۔ پھر اس کی قبر وسیع کردی جاتی ہے اور اس کی روح مسلمانوں کی روح کے ساتھ اعلیٰ علین میں بھیج دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک انصاری کے جنازے میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد قبر تک تشریف لے گئے اور اس وقت تک قبر تیار نہ ہوئی تھی تو آپ بیٹھے اور آپ کے سب اصحاب بھی نہایت ادب سے بیٹھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو ملاحظہ فرمایا پھر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (تین دفعہ) پھر ارشاد ہوا کہ مسلمان بندہ جب دنیا چھوڑنے والا اور آخرت کو جانے والا ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں۔ ان کے ساتھ اور فرشتے بھی آتے ہیں جن کے ساتھ جنت کے تحفے ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبو اور جنت کے کپڑے ہوتے ہیں تو اس سے ذرا دور حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں۔ ملک الموت گفتگو شروع کرتے ہیں اور اس کو خوشخبری سناتے ہیں۔ اس کے بعد سب فرشتے اس کو خوشخبری دیتے ہیں تو اس کی روح آسانی سے نکل آتی ہے جیسے آٹے سے بال یا مشک کے دہانے سے پانی کا قطرہ، جب وہ روح نکل آتی ہے تو وہ سب فرشتے

اس کو لے لیتے ہیں اور ان سب تحفوں کو اس کے سامنے پیش کرتے ہیں جسے لے کر وہ جنت سے آتے ہیں تو اس کی خوشبو سے آسمان وزمین بس جاتی ہے۔ پس فرشتے کہتے ہیں کیا عمدہ یہ خوشبو ہے تو دوسرے فرشتے ان کو جواب دیتے ہیں کہ یہ خوشبو فلاں شخص کی روح کی ہے جو آج قبض کی گئی ہے۔ پس جب اس کو لے کر آسمان تک پہنچتے ہیں تو آسمان کا دروازہ کیا، جنت کا کوئی دروازہ ایسا نہیں جو اس کا مشتاق نہ ہو کہ وہ اس دروازے سے جنت میں داخل ہو، پس جب اس کو لے کر اس کے عمل کے دروازے سے داخل ہوتے ہیں تو دروازہ اس پر روتا ہے تو وہ لوگ جس آسمان پر سے گزرتے ہیں، وہاں فرشتے اس کو مرحبا کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں تو ملک الموت اور بقیہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے رب! ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اچھا اس کو زمین پر لے جاؤ کہ میں نے مٹی سے ان کو پیدا کیا اور مٹی کی طرف پلٹاؤں گا اور اسی سے ان لوگوں کو دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ پس جب وہ دفن کیا جاتا ہے تو وہ ان لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس تین فرشتے آتے ہیں۔ دو فرشتہ رحمت کا اور ایک عذاب کا اس حال میں کہ اس کو چاروں طرف سے اس کے نیک عمل گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ نماز اس کے دونوں پاؤں کے نزدیک، روزہ اس کے سر کے پاس، زکوٰۃ اس کے داہنی طرف، صدقہ اس کے بائیں جانب اور نیکی حسن خلق اس کے اوپر سینے کی طرف، پس جب عذاب کا فرشتہ کسی طرف سے اس کے پاس پہنچنا چاہے گا تو اس طرف کا عمل صالح اس کو ہٹا دے گا تو عذاب کا فرشتہ ایسا بھاری ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو جائے گا جس کو اگر دنیا کے تمام لوگ اٹھانا چاہیں تو ہلا نہیں سکتے اور فرشتہ کہے گا کہ اے نیک بخت بندے! اگر ہر طرف سے تیرے اچھے عمل اپنی حفاظت میں تجھے نہ لیتے تو اس ہتھوڑے سے اس زور سے مارتا کہ تیری ساری قبر آگ سے بھر جاتی پھر عذاب کا فرشتہ اوپر جاتا ہے پھر ان دونوں رحمت کے فرشتوں میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اللہ کے ولی کے ساتھ نرمی کر! اس لئے کہ وہ سخت گھبراہٹ سے آیا

ہے۔ پس وہ پوچھتا ہے کون تیرا رب ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے: اللہ! پھر وہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ کہتا ہے: اسلام۔ پھر وہ کہتا ہے کون تیرا نبی ہے؟ تو وہ کہتا ہے: محمد ﷺ تو وہ دونوں پوچھتے ہیں تمہیں کیسے اس کا علم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی اور یہ ایک سخت آزمائش ہے جو مسلمان پر ہوتی ہے تو اس کا جواب سن کر آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ، جنت کا کپڑا پہناؤ، جنت کی خوشبو سے اس کو بساؤ۔ اس کی قبر ہر طرف منہائے بصر تک کشادہ کر دو، اس کے سر ہانے جنت کا دروازہ کھول دو اور ایک دروازہ پائنتا نے کھول دو، پھر کہتے ہیں آرام سے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے اپنے چھپر کھٹ میں، کبھی عذاب پاس بھی نہ آئے گا تو وہ شخص کہتا ہے اے اللہ جلد قیامت قائم کر تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹوں اور جو کچھ تو نے میرے لئے مہیا کیا ہے، اس سے نفع اٹھاؤں تو وہ شخص قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اس حال میں کہ منہ اس کا روشن ہوگا۔

نیز حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے، اس کے اوپر ایک نور کا خیمہ ہوتا ہے جس سے آسمان والے اقتدا (رہنمائی حاصل) کرتے ہیں جس طرح ستاروں کے ذریعے گہرے دریاؤں اور غیر آباد جگہوں والے اقتدا کرتے ہیں۔ جب صاحب قرآن مرتا ہے، وہ خیمہ اٹھالیا جاتا ہے۔ فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں تو اس نور کو نہیں پاتے تو ایک آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان کے فرشتے سے ملتے ہیں پھر وہ سب فرشتے اس کی نماز پڑھتے ہیں اور قیامت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے پھر شب میں کسی وقت نماز پڑھتا ہے تو وہ رات آئندہ رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس وقت اس کو اٹھا دینا اور جب وہ مرجائے تو اس پر ہلکی ہونا اور جب وہ مرتا ہے اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں ہوتے ہیں تو قرآن شریف ایک بہت خوبصورت شکل سے اس کے پاس آتا ہے اور اس کے سر ہانے کھڑا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ

کفن میں لپیٹا جاتا ہے تو قرآن شریف کفن کے نیچے اس کے سینے کے پاس ہوتا ہے۔ جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے، مٹی برابر کر دی جاتی ہے اور اس کے احباب سب رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں۔ وہ دونوں اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں تو قرآن شریف آکر اس شخص اور منکر نکیر کے درمیان میں ہو جاتا ہے۔ وہ دونوں کہتے ہیں تم ہٹ جاؤ یہاں تک کہ ہم اس سے سوال کریں۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ قسم ہے رب کعبہ کی! یہ میرا دوست اور ساتھی ہے، میں اس وقت نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تم کو کسی بات کا حکم کیا گیا ہے تو اس کو کرو اور مجھے میری جگہ پر چھوڑو، اس لئے کہ میں اس سے جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں پھر قرآن شریف اس شخص کی طرف دیکھے گا اور کہے گا کہ میں قرآن شریف ہوں کہ تو مجھے کبھی زور سے پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ اور تو مجھے دوست رکھتا تھا تو میں بھی تجھے دوست رکھتا ہوں اور مجھے جو دوست رکھتا ہے اسے اللہ دوست رکھتا ہے، تجھے منکر نکیر کے سوال کے بعد نہ کسی کا غم ہو گا نہ رنج ہو گا، اس کے بعد منکر نکیر سوال کریں گے پھر چلے جائیں گے پھر وہ شخص اور قرآن شریف باقی رہ جائے گا تو قرآن شریف کہے گا کہ میں تیرے لئے نرم بچھونا بچھاؤں گا اور نہایت عمدہ کپڑا اوڑھاؤں گا، جس طرح تورات کو جاگا اور دن کو عبادت میں سرگرم رہا۔ پس قرآن شریف آسمان پر چڑھتا ہے پل جھپکنے سے بھی بہت تیز اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے تو اس کے ساتھ آسمان کے ہزار مقرب فرشتے اترتے ہیں تو قرآن شریف آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ جس وقت میں تجھ کو چھوڑ کر چلا گیا تھا تجھے کچھ گھبراہٹ تو نہیں ہوتی تھی؟ میں یہاں سے خداوند عالم کے پاس گیا اور تیرے لئے اوڑھنا، بچھونا لایا ہوں تو کھڑا ہو، تاکہ یہ فرشتے تیرے نیچے بچھونا بچھا دیں پھر اس کی قبر ہر طرف سے چار سو برس کی راہ اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے پھر اس کے لئے سبز ریشم کا بچھونا بچھایا جاتا ہے جس میں مشک بھرا ہوگا اور اس کے سرہانے اور پائے نے تکتے رکھے جاتے ہیں اور نور جنت کے دو چراغ اس کے سرہانے اور پائے نے روشن کئے جاتے

ہیں جو قیامت تک روشن رہیں گے پھر اسے فرشتے داہنے کروٹ پر قبلہ رخ لٹا دیتے ہیں پھر جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں تو وہ اور قرآن شریف قیامت تک وہاں رہتے ہیں اور قرآن شریف اس کے رشتہ داروں کے پاس آتا ہے اور ہر رات اور دن کی خبر دیتا ہے اور اس طرح اس کی نگاہداشت کرتا ہے جیسے شفیق باپ اپنے پیارے لڑکے کی خبر لیتا ہے۔

محمد بن نصر صانع علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ میرا باپ جنازہ کی نماز کا بہت خیال رکھتا تھا۔ چاہے مردہ کو پہچانتا ہو یا نہیں۔ اس نے کہا کہ اے لڑکے! میں نے ایک دن ایک شخص کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ جب لوگوں نے اس کو دفن کر دیا تو قبر میں دو آدمی اترے پھر ایک آدمی نکل آیا اور دوسرا وہیں رہ گیا اور لوگوں نے مٹی برابر کر دی۔ پس میں نے کہا۔ اے لوگو! تم نے زندہ کو بھی مردے کے ساتھ دفن کر دیا؟ لوگوں نے کہا وہاں کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ شاید مجھے دھوکہ ہوا پھر میں لوٹا اور اپنے دل میں کہا کہ میں نے قبر میں دو آدمی کو جاتے دیکھا اور ایک ہی نکلا اور دوسرا وہیں رہا، میں وہیں بیٹھا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس راز کو مجھ پر ظاہر فرمادے۔ پھر میں قبر کے پاس گیا اور دس مرتبہ سورہ یسین اور تبارک الذی پڑھا اور رو کر دعا مانگی کہ یا رب! اس معاملہ کو مجھ پر ظاہر کر دے جو میں نے دیکھا، کیوں کہ مجھے عقل اور دین کا خوف ہے پھر قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکلا۔ میں نے اس سے کہا تجھے تیرے معبود کی قسم تو ذرا ٹھہر کہ میں تجھ سے کچھ پوچھوں تو اس نے میری طرف توجہ نہ کی پھر میں نے دوسری اور تیسری دفعہ کہا تو اس نے التفات کی اور کہا کہ تو نصر صانع ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ہم دو فرشتہ رحمت ہیں۔ ہم اہل سنت کے لئے مقرر ہیں کہ جب وہ قبر میں رکھے جائیں تو ہم اتریں اور ان کو حجت تلقین کریں، یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

فائدہ: علامہ ابوالفضل ابن حجر سے سوال ہوا کہ لڑکوں سے بھی سوال قبر ہوتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ سوال اسی شخص کے ساتھ مختص

ہے جو مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو (پندرہ سال کی عمر ہو)

روض الریاحین میں شقیق بلخی سے ہے کہ میں نے پانچ چیزیں طلب کیں تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا:

- ۱- ترک گناہ چاہا تو اس کو چاشت کی نماز میں پایا۔
- ۲- میں نے قبر میں روشنی چاہی تو اس کو تہجد کی نماز میں پایا۔
- ۳- میں نے منکر نکیر کا جواب چاہا تو اس کو تلاوت قرآن حکیم میں پایا۔
- ۴- میں نے صراط مستقیم پر سلامتی سے گزرنا چاہا تو اسے روزہ اور صدقہ میں پایا۔
- ۵- میں نے عرش کا سایہ چاہا تو اسے خلوت میں پایا۔

اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كُلَّهَا وَوَفَّقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضَىٰ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شہید سے قبر میں سوال نہیں ہوتا، اس لئے کہ اس کی آزمائش کے لئے تلوار کی چمک کافی ہے۔ نیز فرمایا جو شخص سرحد کفر پر اسلام کی حفاظت کے لئے رہے اور وہیں مرے تو اس سے بھی سوال قبر نہیں ہوتا اور اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور وہ قیامت کے دن بھی سخت گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص ہیضہ میں مرے گا، شہادت کا درجہ پائے گا۔ اس پر عذاب قبر نہ ہوگا۔ جو شخص سورہ تبارک الذی ہر شب پڑھے گا۔ اس سے بھی سوال قبر نہ ہوگا۔ اور جو شخص اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْا [یس: ۲۵] ترجمہ: یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو! کنز الایمان [روزانہ پڑھا کرے، اس پر منکر نکیر کا جواب آسان ہوگا جو شخص سورہ الہم السجدۃ اور تبارک الذی سونے سے قبل پڑھا کرے، اس پر عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس سے سوال ہوگا۔ جو مسلمان شب جمعہ یا روز جمعہ میں مرے، اس سے سوال قبر نہ ہوگا۔ صدیق سے بدرجہ اولیٰ سوال نہ ہوگا، اس لئے کہ اس کا مرتبہ شہید سے زائد ہے۔

جو شخص طاعون میں مستقل مزاجی کے ساتھ جمع رہے اور انتقال کرے، اس سے بھی سوال قبر نہ ہوگا کیوں کہ وہ شہید کے حکم میں ہے، بلکہ اگر راضی برضائے مولیٰ رہا، پھر دوسری بیماری سے مر جب بھی سوال قبر نہ ہوگا کیونکہ وہ حکم میں رابطہ (اسلامی سرحد کے پاسبان) کے ہے۔

نیز حضور نے فرمایا کہ جو مسلمان مرد یا عورت شب جمعہ یا روز جمعہ میں مرے، وہ عذاب قبر اور فتنہ قبر یعنی سوال نکیرین ﴿﴾ ظ رہے گا اور اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہیں اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہید کی مہر ہوگی یا اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ شہادت کا درجہ پائیں گے، وہ سب سوال نکیرین اور عذاب قبر ﴿﴾ ظ رہیں گے اور میں نے ایک مستقل تصنیف میں ان لوگوں کو گناہے جنہیں درجہ شہادت ملے گا، وہ تیس سے زیادہ ہیں۔

علامہ نسفی نے بحر الکلام میں ذکر کیا کہ انبیائے کرام اور نابالغ مسلمانوں پر نہ حساب ہے، نہ عذاب قبر اور نہ ان سے منکر نکیر کا سوال ہوگا۔ اس لئے کہ سوال اس سے ہوتا ہے جو رسول اور مرسل کو جان سکے تو معلوم ہوگا کہ وہ ایمان لایا یا نہیں اور اسی سے شافیہ کا مسئلہ یہ ہے کہ لڑکوں کو بعد دفن کے تلقین کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ بالغ کے ساتھ مختص ہے اور یہی مدلل بدلائل عقلیہ و نقلیہ ہے۔

مرض الموت کی دعا: جو شخص اس دعا کو مرض الموت میں چالیس بار پڑھے گا، اس کو شہادت کا ثواب ملے گا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

بیماری میں اس دعا کا ورد کیا جائے، ممکن ہے کہ وہی مرض الموت ہو۔

قبر سے گھبراہٹ اور مسلمانوں پر اس کی وسعت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی تھی اور فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قبر منازل آخرت کی پہلی منزل ہے تو اگر اس سے نجات پایا تو اور سب منزلیں آسان ہیں اور اگر خدا نخواستہ نجات نہ ملی تو بعد کی سب منزلیں سخت تر ہیں۔ نیز فرمایا کہ میں نے جتنی وحشت اور ہولناک باتیں دیکھیں، ان میں سب سے زیادہ ہولناک قبر ہے۔ نیز فرمایا جب مدینہ کے ایک شخص نے وہیں وفات پائی: ”کاش یہ اپنے مولد کے سوا دوسری جگہ مرتا“۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اس میں کیا فائدہ ہے؟ ارشاد ہوا کہ آدمی جب اپنے غیر مولد میں مرتا ہے تو اس کے مرنے کی جگہ جس قدر دور ہے، اتنی وسیع جگہ اسے جنت میں دی جاتی ہے۔ نیز فرمایا کہ قبر یا تو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھے میں سے ایک گڑھا ہے۔ نیز فرمایا کہ مسلمان اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے ایک سبز قبہ میں، اس کی قبر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند۔

حضرت وہب بن منبہ قدس سرہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ آپ کے حواری بھی تھے تو لوگوں نے قبر کی وحشت، اس کی تنگی، اس کی تاریکی کا تذکرہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اس سے بھی تنگ جگہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں تھے تو جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی قبر کو وسیع کرنا چاہتا ہے تو اسے وسیع کر دیتا ہے۔

کتاب مختصر میں لکھا ہے کہ ایک جوان کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کو دیدے تو میری ماں مجھے کہاں بھیجے گی جنت میں یا دوزخ میں؟ چچا نے کہا کہ وہ تجھے ضرور جنت میں بھیجے گی۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ اس کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس کا چچا

قبر میں داخل ہوا تو ایک اینٹ گر پڑی۔ اس کے نکالنے کو اس کا چچا چلا پھر وہ پیچھے ہٹا تو ابو غالب نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تم پیچھے ہٹے؟ اس کے چچا نے کہا کہ اس کی قبر نور سے بھر گئی اور منتہائے بصر تک وسیع کر دی گئی ہے۔

ابن ابی الدنیا کی کتاب میں ہے کہ ایک شخص بہت نیک بخت تھا اور اس کا بھانجہ گاؤں کی عورتوں کے ساتھ رہتا تھا، وہ شخص صالح اسے نصیحت کرتا تھا۔ وہ جوان مر گیا تو اس کے چچا نے قبر میں اتارا اور جب مٹی برابر کر چکے تو کسی بات میں اسے شک ہوا تو کچھ اینٹ کو نکالا اور اس کی قبر کو دیکھا تو قبر منہ تہائے بصر سے بھی زیادہ روشن ہے اور وہ شخص اس کے بیچ میں ہے پھر اس نے وہ اینٹ درست کر دی پھر اس کی بی بی سے اس کا کام پوچھا۔ اس عورت نے کہا اس کی عادت تھی کہ جب موزن اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہتا تو وہ بھی کہتا تھا: وَأَنَا أَشْهَدُ بِمَا شَهِدْتَ بِهِ لِعَنِي میں بھی گواہی دیتا ہوں جس کی تو گواہی دیتا ہے۔

حضرت شریک بن عبد اللہ قدس سرہ نے کہا کہ میں نے کوفہ میں ایک میت کے جنازے کی نماز پڑھی پھر اس کی قبر میں داخل ہوا۔ میں اس پر اینٹیں درست کر رہا تھا کہ ایک اینٹ قبر سے سے گر پڑی تو میں نے کعبہ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

ایک گورکن حکایت کرتا ہے کہ میں نے دو قبر کھودیں اور تیسری کھود رہا تھا کہ مجھے گرمی بہت معلوم ہوئی تو میں نے ایک کھودی ہوئی قبر پر چادر رکھ دی اور اس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ دو شخص دوسرخ گھوڑوں پر سوار آئے اور پہلی قبر کے پاس آ کر ٹھہرے تو ایک نے دوسرے سے کہا لکھ۔ اس نے کہا کیا لکھوں؟ کہا: لکھ۔ پوچھا: کیا لکھوں؟ کہا: لکھ۔ منتہائے نظر پھر اس قبر کے پاس آئے جس کو میں کھود رہا تھا اور کہا لکھ! پوچھا کیا لکھوں؟ کہا ایک بالشت، میں بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ کون کون آدمی کس قبر میں دفن ہوتے ہیں۔ اتنے میں ایک جنازہ آیا اور اس کے ساتھ تھوڑے آدمی تھے۔ وہ لوگ پہلی قبر کے پاس ٹھہرے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک بہشتی کثیر العیال مفلس ہے۔ ہم لوگوں

نے اس کے لئے چندہ کر کے اس کا انتظام کیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ پیسے اس کے بال بچوں کو دید و اور اس کو دفن کرو۔ پھر دوسرا جنازہ آیا جس کے ساتھ صرف وہی لوگ تھے جو اس کو لائے تھے۔ وہ لوگ اس کو دوسری قبر کے پاس لائے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا ایک غریب مسافر ہے جو گھوڑے پر مر گیا اور اس کے پاس پیسہ نہ تھا تو میں نے اس کو دفن کرنے کو کہا اور کچھ نہ لیا اور بیٹھا ہوا تیسرے کے انتظار میں رہا۔ عشا کے وقت ایک عورت کا جنازہ آیا۔ میں نے قبر کھدائی مانگی، ان لوگوں نے میرے سر پر مارا اور تیسری قبر میں اس کو دفن کیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر سب سے زیادہ مہربان اس وقت ہوتا ہے، جب اس کو قبر میں رکھ کر لوگ اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ نیز فرمایا: جو شخص ہر روز سومرتہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ پڑھا کرے، اس کے لئے فقر سے امان ہو اور وحشت قبر سے انیس ہو اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں۔ نیز فرمایا: جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اس کا علم آدمی کی شکل بن کر اس کا ہم نشین ہوتا ہے اور اس سے کیڑے مکوڑے دفع کئے جاتے ہیں۔

عیون الاخبار میں ہے کہ جو شخص اللہ کی مسجدوں کو روشن کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منور کرے گا اور جو شخص مسجد میں خوشبو سگائے، اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں جنت کی خوشبو بسائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے، اس کو کیا ثواب ملے گا؟ وحی ہوئی: اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو فرشتے مقرر کرے گا جو قیامت تک اس کی قبر میں عیادت کریں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبر اور قیامت دو جگہ حساب ہوتا ہے تو جس کا حساب قبر میں ہوا اس نے نجات پائی اور جس سے حساب قیامت میں ہوگا، عذاب پائے گا۔ مرنا بالکل نیست و نابود ہونا نہیں ہے بلکہ صرف ایک مکان سے دوسری جگہ جانا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت ثابت نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت دینا۔ چنانچہ جو لوگ ان کی قبر کے پاس ہو کر گزرتے تھے، ان کے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے ایک قبر میں سنا کہ سورہ ملک پڑھ رہا ہے۔ ابراہیم گورکن کہتے ہیں کہ میں ایک قبر کھود رہا تھا تو دوسرے قبر کی ایک اینٹ جدا ہو گئی۔ اس سے مشک کی خوشبو آئی اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔

حافظ ابو العلاء ہمدانی علیہ الرحمہ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایسے شہر میں ہیں جس کی دیواریں چھتیس سب کتابیں ہی کتابیں ہیں تو انہوں نے اس کا سبب پوچھا۔ علامہ ہمدانی نے اس کا جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ میں جس طرح دنیا میں علم میں مشغول ہوں، اسی طرح قبر میں بھی علم کے ساتھ مشغول رہوں۔ جو شخص قرآن شریف یاد کر رہا ہو یا علم دین سیکھ رہا ہو مگر قبل تمام ہونے کے وہ مر جائے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو اس پر مقرر کرے گا کہ اس کو قبر میں تمام کرا دے۔

ابوالنصر نیشاپوری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کھودی، اس کی وجہ سے دوسری قبر کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت خوبصورت عمدہ پوشاک معطر پہنے ہوئے چارزانو بیٹھا ہے اور اس کی گود میں خط سبز سے بہت خوبصورت لکھا ہوا قرآن شریف ہے جس کو وہ پڑھ رہا ہے۔ اس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ قیامت قائم ہو گئی؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ اینٹ لگا دے اور قبر کو بند کر دے، میں نے ویسا ہی کیا۔ بشر بن حارث قدس سرہ کہتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے کے لئے قبر کتنی عمدہ جگہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مردوں کو اچھا کفن دیا کرو، کیونکہ وہ لوگ ایک

دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کفن سفید ہو، صاف ہو، پورا ہو، اچھا ہو۔ بہت قیمتی ہونا مراد نہیں کہ اس سے ممانعت آئی ہے۔

راشد بن سعد قدس سرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت نے انتقال کیا تو اس نے اور عورتوں کو خواب میں دیکھا مگر ان کے ساتھ اپنی بیوی کو نہیں دیکھا تو ان عورتوں سے اس کا سبب پوچھا۔ عورتوں نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے اس کے کفن میں کمی کی ہے، اس لئے وہ ہم لوگوں کے ساتھ نکلنے میں شرماتی ہے تو وہ شخص ایک انصاری کے پاس آیا جس کی حالت آخر تھی۔ اور کہا کہ میں کفن دیتا ہوں، اس کو تم میری بیوی کو دیدینا۔ پس جب انصاری کا انتقال ہوا وہ شخص دو کپڑے از عفران سے رنگا ہوا لایا اور اس انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ پس جب رات ہوئی تو اس نے خواب میں ان عورتوں کو دیکھا اور ان عورتوں کے ساتھ اپنی بیوی کو دیکھا کہ وہی دونوں زرد کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اسی طرح ماں بیٹی کی بھی ایک حکایت علامہ ابن جوزی نے لکھی ہے کہ بیٹی نے اپنی ماں کے لئے ایک مردہ کے ذریعہ سے کفن بھیجا ہے، وہ اس کو پہنچا اور شب کے وقت خواب میں آکر اس عورت نے اپنی بیٹی کو دعا دی۔

خلف یزدانی قدس سرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس کو لوگوں نے بیت الاکفان سے کفن دیا جو مقدار سے فاضل تھا تو جتنا فاضل تھا کم کر دیا تھا۔ جب رات ہوئی ایک شخص آیا اور کہا تم لوگوں نے اللہ کے ولی کے کفن میں بخل کیا، یہ کفن ہم واپس کرتے ہیں، جنت کے کفن میں اس کو ہم نے کفنا یا ہے۔ خلف یزدانی کہتے ہیں کہ میں گھبرا کر بیت الاکفان میں گیا تو دیکھا کہ وہ کفن رکھا ہوا ہے۔

جرجان کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب کرز بن وبرہ جرجانی کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ سب قبر والے اپنی اپنی قبروں پر نئے نئے کپڑے پہنے بیٹھے ہیں۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ کرز کے آنے کے سبب سے لوگوں نے آج نئے کپڑے پہنے ہیں۔

وزاد علی کا جب انتقال ہوا اور قبر کھودی گئی تو لوگ ان کے دفن کرنے کے لئے قبر میں اترے۔ دیکھا کہ قبر میں پھول بچھا ہوا ہے تو بعضوں نے ایک پھول اس میں سے اٹھالیا۔ وہ پھول ستر دن تک بالکل تر و تازہ رہا۔ لوگ صبح وشام اس کو دیکھنے کو آتے تھے۔ جب اس کی شہرت بہت ہوئی تو امیر وقت نے اس کو لے لیا اور اپنے پاس رکھا تا کہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں پھر نہ معلوم وہ پھول کہاں چلا گیا۔

ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ ۱۷۶ھ میں بصرہ میں سات قبریں کھل گئیں جو مثل حوض کے معلوم ہوتی تھیں اور ان قبروں میں سات آدمی تھے۔ جن کے جسم بالکل صحیح تھے اور ان کے کفن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ ان میں ایک بالکل نو جوان تھا، اس کے ہونٹوں پر تری تھی جیسے اس نے ابھی پانی پیا ہے، اس کی دونوں آنکھیں سرگیں تھیں اور اس کے پیٹ میں مار کا نشان تھا۔ بعض حاضرین نے چاہا کہ اس کا ایک بال لے لیں تو ایسا سخت تھا جس طرح زندوں کا بال ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت البقیع میں قبر کھودی تو ہر پھاوڑے پر مشک کی خوشبو آتی تھی، یہی حال پوری قبر کھودنے تک رہا۔ مغیرہ بن حبیب قدس سرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ کسی نے خواب میں اس سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ خوشبو تلاوت قرآن اور گرمی میں روزہ رکھنے سے ہے۔

حضرت ربیع بن خراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سفر سے آیا تو مجھ سے کسی نے کہا کہ تیرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ میں جلدی سے اس کے پاس آیا۔ دیکھا کہ اس کو کپڑے سے چھپا دیا گیا ہے۔ میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار پڑھنے لگا تو اس نے کپڑے سے منہ کھولا اور کہا السلام علیکم، میں نے کہا وعلیک السلام، سبحان اللہ! اس نے کہا میں تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد اللہ کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے نہایت مہربانی اور رحمت سے پیش

آیا۔ مجھ کو ریشمی سبز جوڑے پہنایا اور جیسا تم لوگ خیال کرتے ہو، اس سے بہت آسان معاملہ پایا مگر مطمئن ہو کر بیٹھ نہ جاؤ۔ میں نے رب العزت جل جلالہ سے خبر دینے اور خوشخبری سنانے کی اجازت چاہی ہے۔ اب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں کہ حضور نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک تم آؤ گے، میں یہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئے۔

ابان کہتے ہیں کہ میں مورق عجمی کی وفات کے وقت گیا۔ بعد انتقال لوگوں نے ان کو کپڑے سے چھپا دیا اور لوگوں نے کہا کہ ان کا انتقال ہو گیا تو ہم نے دیکھا کہ ایک نوران کے سر کی طرف سے چمکا، یہاں تک کہ چھت کو پھاڑ کر چلا گیا پھر ہم نے دیکھا کہ ایک نوران کے پاؤں کی طرف سے چمکا پھر دیکھا کہ ایک نوران کی کمر کی طرف سے چمکا تو ہم لوگ کچھ دیر ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے کپڑے سے منہ کھول کر کہا کیا تم لوگوں نے کچھ دیکھا؟ ہم نے کہا کہ ہاں اور جو کچھ ہم نے دیکھا، ان سے بیان کیا۔ پس کہا یہ سورہ سجدہ ہے جسے میں ہر رات پڑھا کرتا تھا اور جو نور تم نے سر کی طرف دیکھا اس کی اول چودہ آیتوں کا ہے اور جو نور تم نے پاؤں کی طرف دیکھا اس کی آخر کی چودہ آیتوں کا ہے اور جو نور درمیان میں دیکھا وہ آیت سورہ سجدہ کا ہے۔ وہ میری شفاعت کے لئے آسمان کے اوپر گئی ہے اور سورہ تبارک الذی میری نگہداشت کر رہی ہے۔

حارث غنوی قدس سرہ کہتے ہیں کہ ربعی بن خراش نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے، جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنتی ہیں۔ مدت العمر وہ کبھی نہیں ہنسیں گے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو اس وقت سے چہرہ برابر خنداں رہا۔ چنانچہ ان کے غسل دینے والے نے بیان کیا کہ جب تک ہم لوگ غسل دیتے رہے، وہ برابر ہنستے رہے۔

مغیرہ بن خلف کہتے ہیں کہ روبہ بنت بیجان کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کو نہلایا اور کفنایا، اس کے بعد اس نے حرکت کی، ان لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا تم لوگوں کو بشارت ہو کہ میں نے معاملہ آسان پایا۔ میں نے دیکھا کہ جنت میں قاطع الرحم اور شراب خوار اور

مشرک نہیں جائے گا۔

خلف بن حوشب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مدائن میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اس نے منہ کھولا اور کہا کہ اس مسجد میں ایک قوم ہے، جن کی داڑھیاں خضاب لگائی ہوئی ہیں۔ وہ لوگ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا گالیاں دیتے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور جو لوگ میری روح قبض کرنے آئے ہیں، وہ ان لوگوں پر لعنت کرتے اور ان سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کے بعد خاموش ہو گیا۔

بشیر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں مدائن میں ایک میت کے یہاں گیا۔ دیکھا کہ اس کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی ہوئی ہے، یکا یک وہ کودا جس سے وہ اینٹ گر پڑی اور وہ چلانے لگا کہ خرابی اور بڑی خرابی ہے۔ جب یہ حال اس کے دوستوں نے دیکھا تو اس کے پاس گئے اور میں بھی اس کے قریب پہنچا اور پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا اور تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ میں کوفہ میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھا جنہوں نے مجھے رائے دی کہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو معاذ اللہ گالی دوں اور ان سے بیزاری ظاہر کروں۔ میں نے کہا تو استغفار پڑھ اور پھر مت ایسی بات زبان سے نکال۔ اس نے کہا اب مجھے کچھ نفع نہ دے گا، کیوں کہ یہ لوگ میری جگہ دوزخ پر لے جا چکے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ تو اپنے احباب کے یہاں جا اور اس واقعہ کی خبر دے آپھر اپنی اصلی حالت پر آ جا۔ یہ کہہ کر وہ بدستور مر گیا۔

ابن الماجشون علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب ابو الماجشون کی روح پرواز کر گئی اور میں نے اس کو نہلانے کو تخت پر رکھا اور ان کے پاس غسل دینے کو گیا تو دیکھا کہ ان کے قدم کی ایک رگ حرکت کر رہی ہے، ہم لوگ ٹھہر گئے۔ اس کے بعد تین دن کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ ستلواؤ پھر اس کو پیا۔ پس ہم نے کہا جو کچھ ہم نے دیکھا۔ انہوں نے کہا: ہاں میری روح کو لے گئے، یہاں تک کہ فرشتے اس کو آسمان دنیا تک لائے اور دروازہ کھلوا یا تو دروازہ کھولا گیا، یوں ہی ہر آسمان کے قریب آتے تھے اور دروازہ کھلواتے اور دروازہ کھولا جاتا تھا

یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچے تو پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا ملاشون ہے، تو کہا گیا ابھی وقت نہیں آیا ہے، اس کی عمر سے ابھی اس قدر باقی ہے پھر اترا، تو میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا اور ان کے داہنی طرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حضور کے سامنے دیکھا تو میں نے فرشتے سے جو میرے ساتھ تھا، پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ تم انہیں نہیں پہچانتے ہو؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس کی تحقیق کروں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ میں نے پوچھا حضور اقدس ﷺ سے اس قدر قریب کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ انہوں نے حق پر عمل کیا ظلم کے زمانہ میں اور ان دونوں نے حق کے زمانہ میں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا عام عمو اس میں انتقال ہوا یعنی شہید ہوئے تو انہوں نے صبر کیا اور ثواب اس کا خدا سے چاہا تو لوگوں نے حضرت معاذ سے پوچھا کہ کیا تم نے کچھ دیکھا؟ انہوں نے کہا ہاں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا شکر یہ ادا کیا اور اچھی تعزیت کی۔ میرے پاس میرے بیٹے کی روح آئی اور اس نے مجھے خوشخبری دی کہ حضور اقدس ﷺ نے ملائکہ مقررین شہداء و صالحین کی سوسفوں کے ساتھ میری نماز پڑھی اور وہ لوگ مجھے جنت میں لے جاتے ہیں، پھر وہ بے ہوش ہو گئے تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ کسی سے مصافحہ کر رہے ہیں اور مر حبا مر حبا کہتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کے گرد بہت بڑا اثر دھام اور وہ سب سفید کپڑے پہنے ہیں اور منادی کرتے ہیں:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ
فَنِعْمَ أَجْزُ الْعَامِلِينَ [الزمر: ۷۴] ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب ہے کامیوں کا [کنز الایمان]

اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنَا مَوَاتِبَهُمْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الزَّوْفِ الرَّحِيمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
 شیخ اسماعیل حضرمی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ یمن کے بعض قبرستان سے گزرتے تو
 بہت روتے پھر اچھی طرح ہنستے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی، بولے کہ اس مقبرہ کے لوگوں
 کی حالت میں نے دیکھی کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے تو میں یہ دیکھ کر دیا پھر اللہ سے گڑگڑایا اور
 ان لوگوں کے لئے دعا کی، وہ دعا مقبول ہو گئی اور لوگ بخش دیئے گئے تو اس قبر والے نے کہا
 کہ اے فقیہ اسماعیل! میں فلاں گانے والی ہوں، میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں، میں نے
 کہا ہاں! تو بھی انہیں مغفورین میں سے ہے، اس لئے پھر میں ہنسا۔

عبدالرحمن فقیہ علیہ الرحمہ ایک مرتبہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ جب یہ آیت
 تلاوت فرمائی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاۤءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔

[آل عمران: ۱۶۹] ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز انہیں مردہ نہ خیال
 کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔

تو اس کو انگریز نے سنا۔ اس کے بعد جب وہ شہید ہوئے تو وہ انگریز آیا اور کہا
 اے مولانا! آپ کہتے تھے کہ شہداء زندہ ہیں، اب اس کا کرشمہ مجھے دکھائیں تو انہوں نے
 سراٹھایا اور دو مرتبہ کہا: ہاں! قسم ہے رب کعبہ کی، شہید زندہ ہیں۔ یہ سن کر وہ انگریز گھوڑے
 سے اتر اور ان کا منہ چوما اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ان کی نعش اپنے شہر میں لے جائے۔

شیخ ابوسعید خدری از قدس سرہ سے منقول ہے۔ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا۔ باب قبیلہ
 بنی شیبہ میں ایک جوان کو مردہ دیکھا۔ جب میں نے اس کی طرف غور سے دیکھا تو وہ میرا منہ
 دیکھ کر ہنسا اور کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خدا کے احباب مر نہیں جاتے، وہ تو ایک جگہ سے
 دوسری جگہ جاتے ہیں۔

ابوعلیٰ رودباری قدس سرہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک فقیر کو قبر میں رکھا تو جب اس

کے کفن کو کھولا اور سر اس کا نیاز مندی کے لئے زمین میں رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا اے ابوعلی! مجھے اس کے سامنے تم ذلیل کرتے، وہ جو میری ناز برداری کرتا ہے۔ میں نے کہا کیا مرنے کے بعد زندگی ہے؟ اس نے کہا میں زندہ ہوں اور اسی طرح اللہ کے تمام ولی زندہ ہیں۔ میں قیامت کے دن اپنے وجاہت کی وجہ سے ضرور تیری مدد کروں گا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک عورت کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی نماز پڑھ کر اس کو دفن کر دیا۔ ایک کفن چور بھی اس خیال سے کہ اس کے قبر کی جگہ معلوم کرے، نماز اور دفن میں شریک ہوا۔ جب رات ہوئی، وہ کفن چرانے کو آیا۔ جب قبر کھودی تو اس عورت نے کہا: سبحان اللہ! ایک مغفور شخص ایک مغفور آدمی کا کفن چراتا ہے۔ اس نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے؟ اس عورت نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے اور جتنے آدمیوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی، سب کو بخش دیا ہے اور تو بھی انہیں لوگوں میں سے ہے تو اس کفن چور نے اس کام سے توبہ کی۔

ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک جوان میرا مرید ہوا۔ کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہوا تو میرا دل اس کے ساتھ مشغول ہوا اور میں نے اس کو غسل دیا تو میں نے دہشت کے مارے بائیں جانب سے شروع کیا تو اس نے اس کو پکڑ لیا اور داہنی طرف بڑھا دیا۔ میں نے کہا: تو نے سچ کہا اے میرے بیٹے، مجھ سے غلطی ہوئی۔

ابو یعقوب سوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ میں نے اپنے ایک مرید کو غسل دیا۔ اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا اے میرے بیٹے! چھوڑ میرا انگوٹھا میں جانتا ہوں کہ تو مرا نہیں، صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا ہے، یہ سن کر اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ انہیں کے دوسرے مرید کی حکایت ہے کہ وہ ان کے پاس آیا کہ استاد میں کل ظہر کے وقت مروں گا تو آپ یہ اثر فی لیجئے، نصف میں قبر کھدائیے گا اور نصف میں کفن منگوائیے گا۔ جب

دوسرا دن آیا اور ظہر کا وقت ہوا تو وہ شخص آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر کچھ دور ہٹ گیا اور وہیں مرا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا، اس نے دونوں آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا کہ موت کے بعد زندگی ہے؟ اس نے کہا: میں اور تمام دوستان خدا سب زندہ ہیں۔

علامہ ابو عمر بیکندی علیہ الرحمہ ایک دن گلی میں گزرے تو دیکھا ایک قوم نے ارادہ کیا ہے کہ ایک شخص کی بد چلنی کی وجہ سے اس کو شہر بدر کر دیں اور اس کی ماں رو رہی ہے اور سب سے سفارش کرتی ہے تو میں نے کہا: اچھا میری طرف سے اس کو چھوڑو پھر چند دنوں بعد اس کی ماں کو دیکھا اور اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ اس کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ میرے مرنے کی کسی کو خبر نہ دینا تا کہ لوگ مجھے برا نہ کہیں اور جب مجھے دفن کر چکنا تو میری شفاعت کرنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، پس جب قبر سے پھرنے لگی تو اس کو کہتے سنا کہ اے میری ماں پھر جا، اس لئے کہ میں رب کریم کے پاس پہنچا۔

علامہ یافعی قدس سرہ نے کفایۃ المعتقد میں لکھا ہے کہ بعض صالحین اپنے والد کے قبر کے پاس آتے اور اپنے باپ سے باتیں کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ جنت البقیع پر گزر رہے تو کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُورِ! ہمارے یہاں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری عورتوں نے شادی کر لی، تمہارے مکان میں دوسرے لوگ رہنے لگے، تمہارے مال تقسیم کئے گئے تو ہاتف غیبی سے نداسنی، اے ابن خطاب! ہمارے یہاں کی خبریں یہ ہیں کہ جو کچھ ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اس کو پایا اور جو اپنے لئے خرچ کیا، اس سے نفع اٹھایا اور جو کچھ چھوڑ آئے، وہ نقصان کیا۔

حضرت سعید بن مسیب قدس سرہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ کے قبرستان میں حضرت علی کے ساتھ گئے تو انہوں نے پکارا: یَا اَهْلَ الْقُبُورِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ! مجھے تم لوگ اپنے یہاں کی خبریں سناؤ یا چاہتے ہو کہ ہم اپنے یہاں کی تمہیں سنائیں؟ تو ایک قبر سے آواز آئی: وَ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہ! اے امیر المومنین! مجھے خبر دیجئے

جو واقعہ ہمارے بعد ہوا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمہاری عورتوں نے شادی کر لی، تمہارے مال تقسیم کئے گئے۔ تمہاری اولاد یتیم ہو گئی۔ جن مکانوں کو تم نے نہایت مستحکم و مضبوط بنایا تھا، اس میں تمہارے دشمن رہنے لگے۔ یہ خبریں ہمارے یہاں کی ہیں۔ اب بتاؤ تمہارے یہاں کی کیا خبریں ہیں؟ تو ایک مردہ نے جواب دیا کہ ہمارے کفن پرانے ہو گئے، ہمارے بال جھڑ پڑے، ہمارے چمڑے گل گئے، آنکھیں ہماری رخساروں پر بہہ نکلیں، ناک سے خون پیپ جاری ہے، جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا، اس کو یہاں پایا اور جو کچھ ہم نے چھوڑا، اس کو برباد کیا اور ہم لوگ اپنے اعمال میں گروی ہیں۔

یونس بن ابی فرات علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک شخص قبر کھود رہا تھا۔ جب تھک گیا تو آرام لینے کو بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میں ایک ٹھنڈی ہوا لگی۔ اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے جس سے یہ ہوا آرہی ہے، اس نے اس کو انگلی سے بڑھایا تو دیکھا کہ ایک قبر ہے۔ اس میں غور کیا تو دیکھا منتہائے نظر تک وہ وسیع ہے اور ایک بوڑھا آدمی خضاب لگائے بیٹھا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی مشاطہ اس کو سنوار کر گئی ہے۔

عطاف بن خالد کی خالہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ شہداء کی قبروں کی زیارت کو گئی تو حضرت حمزہؑ کی قبر کے پاس ٹھہری اور وہاں نماز ادا کی۔ وہاں اس وقت کوئی شخص نہ تھا۔ جب میں نماز پڑھ چکی تو کہا: السلام علیکم! تو میں نے سنا کہ ایک شخص نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں اس کو اس طرح پہچانتی اور یقین کرتی ہوں، جس طرح یہ جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح دن رات کو پہچانتی ہوں، یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

فاطمہ خزاہیہ رحمۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ میں اور میری بہن قریب مغرب قبرستان میں گئی۔ میں نے اس سے کہا کہ چلو! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں۔ پس ہم لوگ ان کی قبر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور کہا: اَلْسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہ! تو آپ

نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور کہا: **وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ!**

ہاشم بن عمر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میرے والد قبور شہدا کی زیارت کو لے گئے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ جب قبرستان پہنچے، آپ نے بلند آواز سے کہا: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ**، تو قبر سے جواب آیا: **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ!** تو والد نے میری طرف دیکھا اور پوچھا: اے میرے بیٹے! تم نے جواب دیا؟ میں نے کہا: نہیں! اس کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے داہنے طرف کر لیا اور پھر سلام کیا پھر دوبارہ جواب آیا۔ اس طرح تین مرتبہ آپ نے سلام کیا اور تینوں مرتبہ جواب پایا تو میرے والد نے سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک جوان بڑا نمازی تھا جو ہمیشہ مسجد میں رہا کرتا تھا اور اس کا باپ بہت بوڑھا تھا۔ اس لئے وہ عشا کی نماز پڑھ کر اپنے باپ کے یہاں چلا آتا تھا۔ راہ میں ایک عورت کا گھر تھا جو اس پر عاشق ہو گئی۔ وہ راستہ پر بن سنور کر اس کے لبھانے کو بیٹھا کرتی تھی۔ ایک رات جب وہ نماز پڑھ کر جا رہا تھا تو اس عورت نے اس کو ایسا پھانسا کہ وہ شخص اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب وہ دروازہ پر آیا اور عورت اندر گئی، یہ بھی گیا۔ وہاں اپنے خدا کو یاد کیا اور یہ آیت اس کے زبان پر جاری ہوئی:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ [الاعراف: ۲۰۱] ترجمہ: بے شک وہ جو ڈروالے ہیں، جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹہیس لگتی ہے، ہوشیار ہو جاتے ہیں، اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ [کنز الایمان]

پس وہ جوان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ حال دیکھ کر اس عورت نے اپنی لونڈی کو بلایا۔ اس نے اس کو مدد دی تو ان دونوں عورتوں نے اس کو دروازہ پر ڈال دیا۔ جب وہ رات کے وقت حسب معمول باپ کے یہاں نہیں گیا تو اس کا باپ تلاش میں نکلا، دیکھا تو وہ ایک

دروازہ پر بے ہوش پڑا ہوا ہے، اس نے اپنے اور لوگوں کو بلایا۔ وہ لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب گھر پہنچ کر افاقہ ہوا تو باپ نے پوچھا کہ بیٹے! کہو کیا واقعہ گزرا؟ اس نے سارا واقعہ ذکر کر دیا۔ باپ نے پوچھا کہ تو نے کون سی آیت تلاوت کی تھی؟ اس نے پھر اس کو پڑھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پس لوگوں نے ہلایا تو مردہ پایا۔ لوگوں نے اس کو رات میں دفن کر دیا۔ صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں اس کا تذکرہ ہوا۔ حضرت عمر مع اصحاب رضی اللہ عنہم کے اس کے باپ کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا مجھے کیوں نہیں خبر کی۔ اس نے کہا اے امیر المومنین! شب کا وقت تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا: چلو اس کی قبر پر۔ جب اس کی قبر پر آئے تو فرمایا: اے فلاں! لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ [الرَحْمٰن: ۴۶] ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اُس کے لیے دو جنتیں ہیں [کنز الایمان] اس پر جوان نے قبر سے جواب دیا: اے عمر! اللہ نے دو جنتیں مجھے دو مرتبہ عطا فرمائیں۔

ابن مینا قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں قبرستان گیا تو وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک قبر سے ٹیک لگا کر سو رہا، میں جاگ ہی رہا تھا کہ اس قبر سے آواز آئی، اٹھ! تو نے مجھے اذیت دی۔ تم لوگ کام کرتے ہو اور جانتے نہیں ہو اور میں جانتا ہوں مگر اس وقت کر نہیں سکتا، خدا کی قسم! اس وقت مجھے تیری طرح دو رکعت نماز پڑھ لینا دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔

عمر بن حباب سلمی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں قید ہوا اور میرے ساتھ آٹھ آدمی اور قید ہوئے۔ ہم لوگ بادشاہ روم کے یہاں پہنچے تو اس نے میرے دوستوں کے متعلق قتل کا حکم دیا تو ان کی گردنیں مار دی گئیں پھر میں اس کے لئے آگے کیا گیا تا کہ اب میری گردن ماری جائے پس ایک پادری کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ پاؤں چوما اور بہت خوشامد کر کے اس نے مجھے بچا لیا۔ مجھے لے کر اپنے گھر آیا اور اپنی نہایت خوبصورت لڑکی کو بلایا اور کہا کہ میں اس کی

شادی تجھ سے کر دیتا ہوں اور اپنا مال تجھے تقسیم کرتا ہوں اور تو نے میرا مرتبہ جو بادشاہ کے یہاں خود دیکھا، تو اب تم میرے دین میں آ جاؤ تا کہ میں شادی کر دوں اور مال دے ڈالوں، میں نے کہا کہ میں کسی عورت یا دنیا کی وجہ سے دین بدلنا نہیں چاہتا۔ پس اس طرح وہ چند روز تک برابر مجھے ورغلاتا رہا۔ اس کے بعد ایک دن اس کی خوبصورت حسین لڑکی نے مجھے اپنے باغ میں بلایا اور کہا کہ جو کچھ میرے باپ نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے، کیوں نہیں قبول کرتے؟ میں نے کہا کہ میں اپنا دین، عورت یا دنیا بلکہ کسی چیز کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا خیر اب تم کیا چاہتے ہو، ہمارے یہاں ٹھہرنا یا اپنے شہر جانا؟ میں نے کہا میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، تب اس نے ایک ستارہ دکھایا کہ اسی نشانی سے سیدھے اپنے گھر پہنچ جاؤ گے مگر رات کو چلنا اور دن کو چھپ جانا، زادراہ دیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ میں تین دن تک برابر رات کو چلتا اور دن کو چھپ جاتا تھا۔ جب چوتھا دن ہوا اور میں چھپا ہوا بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز سنی، میں نے خیال کیا کہ وہاں لوگوں نے جب مجھے نہیں پایا، تو میری تلاش میں نکلے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے پہچانا کہ یہ سب میرے ساتھی ہیں جو شہید کئے گئے تھے۔ یہ سب گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کے پیچھے اور لوگ ہیں جو سرخ گھوڑوں پر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا عمر؟ میں نے کہا ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو حکم دیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شریک ہوں۔ پھر انہیں میں سے ایک نے کہا کہ عمر اپنا ہاتھ لاؤ، میں نے اپنا ہاتھ دیا، انہوں نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر تھوڑی دور تک چلے کہ ہم گھوڑے سے اترے تو دیکھا کہ میرا مکان آ گیا ہے۔

علامہ ابن جوزی قدس سرہ نے انباء الحکایات میں لکھا ہے کہ شام کے تین بھائی کفار سے لڑتے تھے اور وہ سوار جواں مرد تھے۔ بادشاہ روم نے ایک مرتبہ ان سب کو قید کر لیا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا میں تم کو بادشاہ بناتا ہوں اور اپنی لڑکیوں سے تمہاری شادی کر دیتا ہوں، تم نصرانی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا: يَا مُحَمَّدُ اٰه!

پس بادشاہ نے تین کڑاہ گاڑنے کا حکم دیا اور ان سب میں تیل ڈالا پھر تین دن تک ان کے نیچے آگ جلائی گئی اور وہ لوگ ہر روز ان کڑاہوں کے سامنے لائے جاتے تھے اور ان سے کہا جاتا کہ تم لوگ نصرانی ہو جاؤ، ورنہ ہم تم کو اس کڑاہ میں ڈال دیں گے، ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس تیسرے دن بڑے بھائی کو ایک کڑاہ میں ڈال دیا اور دوسرے کو دوسرے کڑاہ میں پھر تیسرے کو تیسرے کے نزدیک لا کر کھڑا کیا اور اس کو سمجھایا۔ اتنے میں ایک سپاہی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ! میں اس کو اس کے دین سے پھیر دوں گا۔ اس نے پوچھا کس ترکیب سے؟ اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ عرب لوگ عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں کوئی عورت میری لڑکی سے زیادہ خوبصورت نہیں، اسے مجھے دیدیجئے، میں اس لڑکی کے ساتھ اس کو علیحدہ چھوڑ دوں گا، وہ اپنا کام بنا لے گی۔ بادشاہ نے منظور کیا اور چالیس دن کی مہلت دی۔ وہ شخص اس کو لے گیا اور اپنی لڑکی کے ساتھ اس کو چھوڑ دیا اور لڑکی کو سب کچھ سمجھا دیا۔ لڑکی نے کہا کہ میں اپنا کام بنا لوں گی۔ پس وہ شخص اس عورت کے ساتھ رہنے لگا، اس حال میں کہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ جب پچیس تیس دن ہو گئے تو اس سپاہی نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے اسے کس قدر رام کیا؟ اس نے کہا: ابھی کچھ نہیں ہوا، اس لئے کہ اس کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں تو میرا خیال ہے یہ ان کے آثار کو دیکھ کر روزانہ رنجیدہ ہوتا ہے اور اس طرف مائل نہیں ہوتا۔ میری رائے ہے کہ بادشاہ سے مہلت بڑھانے کی درخواست کر دے اور مجھ کو اور اس کو کسی دوسرے شہر میں بکجا ہونے کا واقعہ دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب اس مدت کا اکثر حصہ گزر گیا تو ایک دن اس لڑکی نے کہا اے شخص! میں دیکھتی ہوں کہ تو بڑا پرہیزگار ہے اور اپنے رب کی بہت عبادت کیا کرتا ہے۔ مجھے بھی اپنے دین میں داخل کر لے، میں اپنے آبائی دین سے بہت بیزار ہوں۔ اس نے اس کو مسلمان کیا اور پوچھا یہاں سے چل نکلنے کی کیا ترکیب ہے؟ اس لڑکی نے کہا کہ اس کی ترکیب میں سوچتی ہوں۔ وہ ایک گھوڑا لائی اور اس پر وہ دونوں سوار

ہوئے۔ رات کو برابر چلا کرتے اور دن کو چھپ رہتے تھے۔ ایک رات وہ جا رہے تھے کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سنی۔ دیکھا کہ اس کے دونوں بھائی ہیں اور ان کے ساتھ فرشتے ہیں۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان سے ان کی حالت پوچھی۔ ان دونوں نے کہا کوئی تکلیف نہیں ہے، سوائے ایک ڈبکی کے جس کو تم نے دیکھا تھا، اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں نکلے اور اب اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اس لئے بھیجا ہے کہ اس عورت کے ساتھ تمہاری شادی میں شریک ہوں تو ان لوگوں نے اس کا نکاح اسی سے پڑھایا اور پلٹ گئے۔ یہ شخص شام میں پہنچا اور اسی عورت کے ساتھ اقامت کی اور وہ دونوں اس واقعہ کے ساتھ مشہور تھے۔ اس کی شان میں کسی شاعر نے شعر کہے ہیں جس کا ایک شعر یہ ہے۔

سيعطى الصادقين بفضل صدق

نجاة في الحياة وبعد الممات

(سچوں کو ان کی سچائی کے طفیل دونوں جہان میں نجات کا پروانہ عطا کیا جائے گا۔)
ایک آدمی حمص کا رہنے والا مسجد کے ارادے سے چلا، اس کا خیال تھا کہ صبح ہوگئی پس جب قبہ میں پہنچا تو اس نے گھوڑے کی آواز سنی، مڑ کر دیکھا کہ سوار ہیں جو ایک دوسرے سے آکر ملے، بعضوں نے دوسرے سے پوچھا کہاں سے آتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بدیل کے جنازے سے واپس آرہے ہیں، ان لوگوں نے کہا کہ کیا وہ مر گئے؟ ہم کو تو ان کے مرنے کا بھی علم نہیں، جب صبح ہوئی تو اس شخص نے اپنے دوستوں سے یہ حال بیان کیا۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو قاصدان کے مرنے کی خبر لایا۔

صالح مری قدس سرہ کہتے ہیں کہ ایک دن گرمی کے زمانے میں میں قبرستان گیا دیکھا کہ پورے قبرستان میں سناٹا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے کہا: پاک ہے وہ ذات جو تمہاری روحوں کو اور بدنوں کو جدائی کے بعد جمع کرے گا پھر انہیں زندہ کرے گا پھر تم کو اٹھائے گا پس

ایک قبر سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بعض یہ ہے کہ اس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہے پھر تم کو جب زمین سے بلائے گا تب تم نکلو گے۔ صالح مری کہتے ہیں کہ اس آواز کے سننے سے مجھے دہشت ہوئی اور میں گر پڑا۔

مصعب ہمدانی قدس سرہ کہتے ہیں کہ دو بھائی میرے پڑوس میں رہتے تھے اور دونوں میں بڑی محبت تھی۔ بڑا بھائی کسی ضرورت سے اصفہان گیا، اس کے پیچھے چھوٹا بھائی مر گیا۔ جب وہاں سے واپس ہوا اور اس کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو روزانہ اس کی قبر پر جانے لگا۔ جب سات مہینے اس کو ہو گئے تو ایک دن جاتے ہی یہ آواز سنی کہ کہنے والا کوئی کہتا ہے ۔

اے غیر پررونے والے اپنے نفس کی اصلاح کرو، دوسرے پر مت روؤ، اس لئے کہ تو جس پر رو رہا ہے، جلد ہے وہ وقت کہ تو بھی اسی لڑی میں ہوگا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو کسی کو نہ پایا پایا۔ پس اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور بخار چڑھ آیا اس کے تین دن کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اپنے چھوٹے بھائی کے پہلو میں دفن ہوا۔

امام احمد قدس سرہ نے یزید مسمیٰ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ آج تم لوگ زیارت کرو میرے ایسوں کی۔ ایک دن ہم بھی تم جیسے زندہ تھے، یہ میدان ہے جس میں ہوا چل رہی ہے اور ہم لوگ کوٹھوں میں ہیں۔ ہم تم کو پا نہیں سکتے اس لئے کہ جو شخص ہماری جماعت میں آ جاتا ہے، وہ پلٹ کر نہیں جاتا ہے، یہ ہمارا شہر ہے اور یہیں تم کو بھی آنا ہے۔

خالد بن معدان قدس سرہ علاوہ تلاوت قرآن شریف کے ہر روز چالیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا اور تختہ پر نہلانے کے لئے رکھے گئے تو وہ اپنی انگلی کو حرکت دیتے اور تسبیح پڑھتے تھے۔

ابن عساکر، ابو عبد اللہ جلا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہوا تو میں

نے ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جب نہلانے کے لئے تختہ پر رکھا اور ان کا منہ کھولا تو دیکھا ہنس رہے ہیں۔ لوگوں کو شبہ ہوا تو میں نے طیب کو بلایا اور کہا کہ ان کی نبض دیکھو۔ اس نے نبض دیکھ کر کہا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد پھر منہ کھولا تو دیکھا کہ ہنس رہے ہیں۔ تب اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ زندہ ہیں یا مردہ؟ اب کوئی ان کو نہلانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ فضل حق بن حسین کھڑے ہوئے اور یہ بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے نہلایا، جنازہ کی نماز پڑھی، دفن کیا۔

امام بیہقی قدس سرہ نے دلائل النبوة میں ذکر کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا، پھر لوگوں نے ان کے سینے سے ایک آواز سنی کہ کہتے ہیں، کہ احمد احمد کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا، ابو بکر نے جو اپنے نفس میں ضعیف اور اللہ کے امر میں قوی ہیں، کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب نے کتاب اول میں سچ کہا سچ کہا، عثمان بن عفان نے انہیں کے طریقہ پر تین چار گزر گئے اور دو باقی میں فتنے آگئے اور قوی نے کمزور کو کھالیا، قیامت قائم ہے اور قریب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے لشکر بیرار یس کی خبر لائیں گے اور کس قدر شان دار ہے بیرار یس! سعد بن ابی مسیب قدس سرہ کہتے ہیں کہ اس کے کچھ دنوں بعد ایک شخص کا انتقال ہوا تو اس نے کہا کہ سچ کہا میرے بھائی خارجہ بن زید نے اور دوسری روایت میں ہے: دو راتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں اور بیرار یس وہی کنواں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی حضرت عثمان غنی کے ہاتھ سے گر پڑی تھی۔ اسی وقت سے گڑ بڑ شروع ہوئی اور فتنے کے دروازے کھل گئے۔

ابن عساکر قدس سرہ کی روایت میں ہے کہ روز صفین یا جمل لوگ شہداء کو دفن کر رہے تھے کہ انہیں میں سے ایک انصاری نے کہا: محمد اللہ کے رسول ہیں، ابو بکر صدیق ہیں، عمر شہید ہیں، عثمان رحیم ہیں، ہشام ابن عمر کہتے ہیں کہ جب خارجہ بن زید کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور میں نماز پڑھنے لگا تو میں نے ایک آواز

پائی۔ اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ خارجہ بولتے ہیں کہ قوم میں سب سے قوی ان کا درمیانی، خدا کے بندے حضرت عمر امیر المومنین ہیں جو اپنے بدن میں قوی خدا کے کام میں قوی ہیں، عثمان ابن عفان امیر المومنین پاکباز پارسا ہیں جو لوگوں کے گناہوں کو معاف کرتے ہیں، دو راتیں گزر گئیں چار اور باقی ہیں۔ اس کے بعد لوگوں میں اختلاف ہوگا تو پھر نہ سدھرے گا، اے لوگوں اپنے امام پر متوجہ ہو۔ اس کی بات سنو اور اس کا کہا مانو، یہ رسول اللہ ہیں، یہ ابن رواحہ ہیں۔

ابو عبد اللہ شامی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں روم کی ایک لڑائی میں گیا تو کچھ لوگ ہم میں سے دشمنوں کو ڈھونڈنے نکلے، پس دو آدمی ان سب سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک نے کہا اس حال میں کہ ہم لوگ اسی خیال میں تھے کہ ایک بڑھا کافر ہم سے آکر ملتا تو ہم لوگوں نے اس پر حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی تو اس نے میرے ساتھی کو مار ڈالا۔ پس میں پلٹا اپنے اور دوستوں کو تلاش کرنے چلا کہ میرے دل میں آیا کہ تجھے تیری ماں روئے، میرا ساتھی جنت میں جانے میں مجھ سے سبقت لے گیا اور میں دوستوں کو تلاش کرتا پھروں پس میں نے پلٹا اور اس کو ایک تلوار ماری مگر اس نے خطا کی تو اس نے مجھے اٹھالیا اور زمین پر دے مارا اور میرے منہ پر اور اس کو ایک تلوار ماری، مگر اس نے خطا کی تو اس نے اٹھالیا اور زمین پر دے مارا اور میرے منہ پر بیٹھ گیا اور چھری نکالی تاکہ مجھے مار ڈالے۔ اتنے میں میرا مقتول ساتھی آیا اور اس کا بال پکڑ کر کھینچ کر دے مارا اور اس کے قتل پر میری مدد کی تو ہم دونوں نے مل کر ان سب کو مار ڈالا۔ میرا ساتھی میرے ساتھ چلتا ہوا باتیں کرتا رہا، یہاں تک کہ ہم دونوں ایک درخت کے نزدیک پہنچے تو وہ لیٹ گیا۔ دیکھا تو بدستور وہ مردہ تھا، پس میں اپنے اور دوستوں کے پاس پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی۔

عبدالرحمن بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں ایک جماعت تھی جو ارض روم میں جا کر لوگوں کو قتل کیا کرتی تھی۔ بادشاہ نے ان لوگوں کے قید کرنے کا حکم دیا تو وہ سب

پکڑے گئے اور بادشاہ کے حضور پیش کئے گئے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کو اپنے دین میں داخل ہونے کے لئے کہا: ان لوگوں نے انکار کیا تو بادشاہ ایک ٹیلے پر نہر کے کنارے بیٹھا اور ان لوگوں کو بلا کر ان کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ ان میں ایک کی گردن ماری گئی وہ نہر میں جا کر گر پڑی، اب جو دیکھتے ہیں تو اس کی گردن ان لوگوں کی صفوں میں موجود ہے، ان کی طرف متوجہ ہو کر کہتی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اِزْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝ [الفجر: ۲۸-۳۰] ترجمہ: اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضیہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ [کنز الایمان]

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں شام میں گیا تو ایک دن ایک عجیب واقعہ دیکھا، میں قبرستان میں ایک قبر کے پاس ٹھہرا تو وہ قبر پھٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی خضاب لگائے بیٹھا ہے۔ اس نے کہا اے ابراہیم! مجھ سے پوچھ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیرے ہی لئے زندہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے میں عمل فقیح کے ساتھ ملا تو اس نے کہا کہ میں نے تجھے بخش دیا تین بات کے سبب سے۔ تو مجھے اس حال میں ملا کہ تو دوست رکھتا ہے اس کو جو مجھے دوست رکھے اور تو مجھ سے ملا حالانکہ تیرے سینے میں ذرہ بھر شراب نہیں ہے اور تو خضاب لگائے ہوئے ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ خضاب لگائے ہوئے بوڑھے کو آگ میں ڈالوں۔ اس کے بعد قبر مل گئی۔

عبدالعزیز بن عبد اللہ قدس سرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور زمانہ ہوا تھا کہ اس کا بیٹا شہید ہو گیا تھا۔ یکا یک اس شخص نے ایک سوار کو دیکھا کہ ادھر آ رہا ہے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا دیکھو اے فلاں! یہ میرا اور تیرا بیٹا آ رہا ہے۔ اس نے کہا

کہ تیرا بیٹا عرصہ ہوا کہ شہید ہو گیا، کیا تو مجنون ہے جو ایسی بات کہتا ہے؟ تھوڑی دیر کے بعد پھر دیکھا اور سوار بھی آپہنچا۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! اے فلانی تیرا بیٹا ہے۔ اب جو عورت نے دیکھا تو اس نے بھی پہچانا۔ وہ سوار آ کر ان دونوں کے پاس کھڑا ہوا۔ اس شخص نے کہا اے میرے بیٹے کیا تو شہید نہیں ہوا؟ اس نے کہا ہاں لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اس وقت وفات ہوئی تو شہدا نے رب العزت سے ان کے جنازے میں شرکت کی اجازت چاہی تو میں آپ کے سلام کو ادھر چلا آیا پھر ان دونوں کے لئے دعا کی اور پلٹ آیا اس کے بعد تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا اسی وقت وصال ہوا تھا۔

علامہ یافعی شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مردہ کو اچھی یا بری حالت میں بشارت یا نصیحت کے لئے دیکھنا یا اس لئے کہ مردہ کو ثواب پہنچائیں یا اس کے قرض کو ادا کریں، یہ اکثر ہوتا ہے۔ پھر یہ دیکھنا زیادہ تر خواب میں ہوتا ہے اور کبھی جاگتے میں بھی ہوتا ہے اور یہ اولیاء اللہ کی کرامت ہے۔ مذہب اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ مردہ کی روحیں بعض اوقات علین یا سچین سے ان کے بدنوں کی طرف ان کے قبروں میں پلٹ آتی ہیں اور خصوصاً شب جمعہ میں مردے بیٹھتے ہیں اور آپس میں باتیں کرتے ہیں اور اہل نعیم نعمت پاتے ہیں اور اہل عذاب عذاب دیے جاتے ہیں۔

ابن القیم نے کہا کہ احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والا جس وقت آتا ہے، مردہ اس کو جان لیتا ہے۔ اس کے کلام کو سنتا ہے اور اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کے کلام کا جواب دیتا ہے اور یہ عام لوگوں کے بارے میں ہے، شہدا ہوں یا غیر شہدا اور اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ جس وقت کوئی زیارت کو آئے گا، اسی وقت یہ بات ہوگی۔ متعدد احادیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب مقبرہ کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنشَاءُ اللَّهِ بِكُمْ لَا حِفْوَناً أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ

وَنَحْنُ لَكُمْ تَبِعٌ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ وَتَجَاوِزْ بِعَفْوِكَ عَنَّا وَعَنْهُمْ۔

اور کثرت سے حدیثیں اس مضمون کی ہیں۔ حضور نے زیارت قبر کے متعلق حکم فرمایا اور بہت بڑے ثواب کے وعدے فرمائے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور اہل قبور کے لئے استغفار کرے اور مردہ پر ترحم کرے تو گویا وہ شخص ان سب کے جنازے اور نماز میں شریک ہوا۔

منقول ہے کہ ایک شخص نے عاصم جعدری علیہ الرحمہ کو خواب میں ان کے انتقال کے کئی برسوں کے بعد دیکھا پوچھا کہ کیا تمہارا انتقال نہیں ہوا؟ انہوں نے کہا: ہاں! پوچھا تم کہاں ہو؟ انہوں نے کہا: بخدا ہم جنت کے باغوں سے ایک باغ میں ہیں اور میرے چند احباب بھی وہیں ہیں۔ ہم لوگ ہر شب جمعہ میں ملتے ہیں اور صبح کے وقت بکر بن عبد اللہ مرنی کے پاس جاتے ہیں تو وہاں تم لوگوں کی حالت دریافت کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارے ارواح یا اجسام؟ انہوں نے کہا: اجسام تو سٹرگل گئے، روحوں ملتی ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ جو تمہاری زیارت کو جاتے ہیں تو تم جانتے ہو۔ انہوں نے کہا: شب جمعہ اور روز جمعہ اور شب شنبہ کی صبح جب تک آفتاب نہ نکلے۔ میں نے پوچھا اس کی وجہ؟ انہوں نے کہا: روز جمعہ کی فضیلت اور بزرگی کے سبب۔

ابو السامح کہتے ہیں کہ مطرف دیہات میں رہتے تھے تو جب جمعہ کا دن ہوتا شہر میں آتے اور ان کی کرامت سے شب میں ان کا کوڑا روشن ہو جایا کرتا تھا۔ ایک شب وہ قبرستان میں پہنچے تو نیند ایسی کیفیت معلوم ہوئی۔ دیکھا کہ قبرستان والا ہر شخص اپنی قبر سے نکل کر بیٹھا ہے۔ ان لوگوں نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: یہ مطرف ہیں، آج جمعہ کا دن ہے۔ میں نے پوچھا: کیا تم لوگ یہاں جمعہ کا دن جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں اور ہم جانتے ہیں چونکہ اس دن پرندے کہتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ سب کہتے ہیں

:سلام سلام، بہت اچھا روز ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: جب میرے باپ کا انتقال ہوا تو میں بہت پریشان ہوا۔ میں ہر روز ان کی قبر پر جاتا تھا۔ پھر ایک دن نہیں گیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ پوچھتے ہیں کہ اے میرے بیٹے! تو کیوں قبر پر نہیں آیا؟ میں نے کہا: کیا آپ میرے جانے کو جانتے ہیں؟ انہوں نے جتنی مرتبہ تم آئے، میں سب کو جانتا ہوں اور تو جب آتا تھا تو میں خوش ہوتا تھا اور میرے گرد جتنے لوگ ہیں، وہ سب خوش ہوتے ہیں کہ تو ان سب کے لئے دعا کرتا تھا۔ اس کے بعد میں برابر جانے لگا۔

ہاشم بن محمد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ وہ اپنے باپ کی قبر کی برابر زیارت کیا کرتے تھے۔ ایک زمانہ کے بعد ان کو خیال ہوا کہ میں کیا مٹی کی زیارت کروں؟ پس میں نے باپ کو خواب میں دیکھا کہ پوچھتے ہیں اے میرے بیٹے! اب تو کیوں زیارت کو نہیں آتا۔ میں نے اپنا خیال اور شبہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب برابر آیا کرنا، اس لئے کہ تم میری زیارت کو آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے اور جب تم واپس جایا کرتے تھے تو میں تم کو برابر دیکھا کرتا تھا، یہاں تک کہ تم کوفہ میں داخل ہوتے تھے۔

عثمان بن سورہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں کا نام راہبہ تھا اور وہ بہت بڑی عابدہ تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو میں ہر جمعہ کو ان کی قبر پر جاتا تھا اور ان کے لئے دعا کرتا اور استغفار کرتا اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی دعا کرتا تھا۔ پس ایک دن میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے میری ماں! تم کس حال میں ہو؟ کہا اے میرے بیٹے! موت کی تکلیف بہت سخت ہے اور میں بحمد اللہ بہت اچھی طرح ہوں۔ پھولوں کا بچھونا ہے، ریشمی تکتے لگتے ہیں، نہایت آرام و عافیت سے ہوں۔ میں نے پوچھا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ کہا: ہاں! میں نے پوچھا کیا؟ جواب دیا کہ تم جو برابر زیارت دعا کیا کرتے، اسے کبھی

ترک نہ کرنا۔ اس لئے کہ تم جمعہ کے دن جو آیا کرتے ہو، اس سے مجھے بہت انس ملتا ہے۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے راہبہ! تیرے اہل سے ایک زیارت کرنے والا آیا ہے۔ میں خوش ہوتی ہوں اور میرے گرد کے سب مردے بھی اس وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔

علامہ ابوالبرکات سوسی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا، کہتی تھی کہ میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا، وہ کہتی تھیں کہ اے میری بیٹی! جب تو میری زیارت کو آئے تو میری قبر کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھ کہ میں تیری طرف دیکھ کر جی خوش کروں پھر میرے اوپر ترحم کر یعنی رحمت کی دعا کر کہ رحمت میرے اور تیرے درمیان حائل ہو کر مجھ کو تجھ سے مشغول کر دے گی۔

اسد بن موسیٰ قدس سرہ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہتا ہے کہ تو فلاں دوست کی قبر کے پاس گیا اور قرآن شریف پڑھا اور اس کے لئے رحمت کی دعا کی اور میں یہیں ہوں اور تو میرے پاس نہ آیا، نہ کچھ پڑھ کر بخشا، میں نے پوچھا کہ تجھے کیا معلوم کہ فلاں شخص کی قبر پر گیا تھا؟ اس نے کہا جب تو وہاں گیا تو میں نے تجھے جاتے ہوئے دیکھا، میں نے کہا کہ مجھے تو نے کیسے دیکھا؟ اس قدر تو مٹی تیرے اوپر ہے، اس نے کہا کیا تم شیشے کے گلاس میں پانی نہیں دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یوں ہی ہم لوگ اپنی زیارت کرنے والوں کو دیکھتے ہیں۔

ظ

دُوحوں کے ٹھہرنے کی جگہ

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ شہدا کی روحيں سبز پرندوں کے بدن میں ہوتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، جنت کی نہروں پر آتی ہیں، جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں۔ اس کا ٹھکانہ سونے کی قدیلیں ہیں جو عرش پر لٹکی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: تمہارے نزدیک کوئی بزرگی اس سے بڑھ کر ہے جو میں نے تم لوگوں کو دی ہے، تمہاری

کچھ اور خواہش ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ ہماری روحوں کو پھر ہمارے جسموں میں پلٹا دے کہ تیری راہ میں پھر لڑیں اور شہید ہوں اور مسلمان بچوں کی روحمیں چڑیوں کے جسم میں ہو کر جنت میں جہاں چاہتی ہیں، سیر کرتی ہیں۔

اُمّ بشر رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہاں جس طرح درختوں پر جو چڑیاں بیٹھتی ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ مسلمان بچے جنت میں ایک پہاڑ پر قیام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی حضرت ابراہیم وسارہ علیہما السلام پرورش فرماتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ انہیں ان کے ماں باپ کے حوالے کر دیں گے اور وہ جنت میں خوب آرام وعافیت سے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میرے ماں باپ کو جلد ہم سے ملا۔

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ وہ بالکل دودھ ہے تو دودھ پیتے بچے جو مر جاتے ہیں، انہیں اسی درخت سے دودھ پلایا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی تربیت کرتے ہیں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ساتویں آسمان میں ایک گھر ہے جس کا نام بیضا ہے۔ سب مسلمانوں کی روحمیں اس میں جمع ہوتی ہیں۔ تو جب دنیا میں کوئی آدمی مرتا ہے تو سب روحمیں اس سے آکر ملتی ہیں اور اس سے دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں جس طرح کوئی آدمی سفر سے آتا ہے تو سب لوگ اس کا حال پوچھتے ہیں۔ سلمان کہتے ہیں کہ مسلمان کی روحمیں برزخ میں مختار ہیں، جہاں چاہیں آئیں جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اجسام میں پلٹتا ہے۔ نفس کے لئے چار گھر ہیں۔ ہر ایک گھر پہلے سے بڑا ہے۔ پہلا گھر ماں کا پیٹ ہے اور نہایت تنگ وتاریک گھر ہے جس میں تین تین تاریکیاں ہیں اور دوسرا گھر دنیا ہے جہاں انسان پیدا ہوتا ہے، بستا ہے، اچھا بُرا کام کرتا ہے۔ تیسرا گھر برزخ ہے اور یہ دنیا سے بہت زیادہ وسیع اور فراخ ہے اور برزخ کو دنیا سے وہی نسبت ہے جو دنیا کو ماں کے پیٹ سے ہے۔ چوتھا گھر دار

آخرت ہے جس کے بعد کوئی گھر نہیں۔ وہاں مستقر، دوزخ یا جنت ہے اور وہ برزخ سے زیادہ وسیع ہے۔

حدیث شریف میں ہے مثل مومن کی دنیا میں یوں ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں ہے۔ جب پیدا ہوتا ہے، روتا ہے اور جب روشنی کو دیکھتا ہے اور دودھ پیتا ہے، پھر ماں کے پیٹ میں چلے جانے کی خواہش نہیں کرتا۔ یوں ہی مومن موت سے لرزتا ہے مگر جب اپنے رب کے پاس پہنچتا ہے، وہاں کے آرام و عافیت کو دیکھ کر کبھی بھول کر دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت عمر بن فارض قدس سرہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ولی اللہ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ اس قدر سبز چڑیاں ہیں جن سے آسمان وزمین بھر گئے۔ پھر ایک بڑی چڑیا آئی اور اس مردہ کو نگل گئی اور اڑ گئی تو مجھے بہت تعجب ہوا۔ پس ایک شخص نے جو ہوا سے اتر اٹھا اور جنازہ میں شریک ہوا تھا، کہا: تعجب مت کرو اس لئے کہ شہدا کی روئیں سبز چڑیوں کے بدن میں ہوتی ہیں اور جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ یہ لوگ تلوار کے شہید ہیں لیکن شہدائے محبت ان کے اجسام ہی ارواح ہیں۔

زید بن اسلم قدس سرہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے علیحدہ ایک پہاڑ پر رہنا سہنا اختیار کیا تھا۔ لوگ جب قحط زدہ ہوتے تھے تو اس کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اور پانی برستا تھا۔ اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ وہ لوگ اسی انتظام میں تھے کہ دیکھا آسمان سے ایک تخت آ رہا ہے، یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچا۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور اس تخت کو پکڑ کر اس مردے کو تخت پر رکھا اور وہ تخت بلند ہوا جس کو سب لوگ دیکھ رہے تھے، یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کی نگاہ سے چھپ گیا اور لے کر اس کو جنت میں گیا۔ اس واقعہ کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ عامر بن فیہر رضی اللہ عنہ بیر معونہ کے دن شہید ہوئے۔ اس دن حضرت عمرو بن امیہ ضمری گرفتار ہوئے تو ان سے عامر بن طفیل نے کہا: کیا تم اپنے

ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس نے ان کو مقتولین میں پھرایا اور ہر ایک کا حسب و نسب پوچھا۔ اس کے بعد دریافت کیا: تمہارے شہدا میں کوئی ایسا بھی ہے جو یہاں اس وقت نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! عامر بن فیہرہ، اس نے پوچھا وہ کیسے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا اچھے شخص تھے۔ تب اس نے کہا کہ میں ان کا واقعہ بیان کروں۔ جبار بن سلمیٰ نے ان کو ایک نیزہ مارا اور نیزہ کھینچ لیا تو وہ شخص اوپر اٹھنا شروع ہوا، یہاں تک کہ وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد جبار بن سلمیٰ، ضحاک بن سفیان کے پاس آ کر مشرف باسلام ہوا اور کہا کہ میرے اسلام کا باعث عامر بن فیہرہ کا واقعہ ہے۔ حضرت ضحاک نے حضور ﷺ کے حضور میں یہ واقعہ لکھا۔ ارشاد ہوا کہ ملائکہ نے اس کے جسم کو چھپایا اور اعلیٰ علین میں جگہ دی اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ اس قدر بلند ہوئے کہ میں نے آسمان کو ان کے اور زمین کے درمیان دیکھا۔

ابن عساکر قدس سرہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک سفر میں وہ ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور اسی میں وصال فرمایا تو لوگوں نے ان کی گٹھری میں دو کپڑے دیکھے جو انسان کے بُنے ہوئے نہ تھے۔ اس کے بعد دو آدمی اس خیال سے گئے کہ ان کے لئے قبر کھودیں تو وہ لوگ واپس آئے اور کہا کہ ایک قبر کھدی ہوئی ملی۔ اب لوگوں نے ان کو نہلایا اور کفنا یا پھر دیکھا تو قبر کا کچھ نشان تک نہیں۔

ابو خالد قدس سرہ کہتے ہیں کہ جب عمرو بن قیس کا وصال ہوا، دیکھا کہ تمام میدان آدمیوں سے بھر ہوا ہے جو سفید کپڑے پہنے ہیں۔ جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کا پتہ نہیں۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ میں بیٹھا تھا اور میرے گرد اور لوگ بھی بیٹھے تھے کہ ایک شخص سبز آنکھوں والا آیا۔ میں نے پوچھا کیا یہی رنگ تیری آنکھوں کا پیدائشی ہے، کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا اے حضرت! آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے اپنا حسب و نسب بیان کیا تو حاضرین میں سب نے اُسے پہچان لیا۔ میں نے کہا اب

بتا تیرا کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنا کل مال لے کر یمن کا سفر کیا کہ یکا یک با مخالف چلی جس سے میری کشتی تباہی میں آئی اور میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد میں ایک ساحل پر نکلا تو نہایت پریشان چار مہینہ تک رہا۔ درختوں کے پھل توڑ کر کھاتا اور چشمہ کا پانی پیا کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ارادہ کیا کہ اب سیدھا ناک کے سامنے چلتا رہوں گا یا تو ایسی حالت میں مرجاؤں گا یا مجھے نجات ملے گی۔ میں نے اس خیال کو پختہ کر کے چلنا شروع کیا تو ایک نہایت عالیشان محل نظر آیا جس کی تعریف حد امکان سے باہر ہے۔ میں نے اس کا کواڑ کھولا تو اندر اور نہایت نفیس و لطیف ہے اور اس کے ہر طاق پر موتی کا ایک صندوق ہے اور اس میں تالے لگے ہوئے ہیں جن کی کنجیاں سامنے دھری ہیں۔ میں نے ایک کو کھولا تو اندر سے بہت ہی خوشبو نکلی اور دیکھا کہ اس میں بہت سے مرد ہیں جو ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک کو حرکت دیا تو مردہ پایا اور اس کی صفت زندہ کی ہے۔ بس میں نے صندوق کو بند کر دیا اور باہر نکل آیا اور دروازہ بند کر دیا تو دیکھا کہ دو سوار ہیں جن سے بڑھ کر خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ دونوں چمکلیاں گھوڑے پر سوار ہیں۔ ان دونوں نے میرا قصہ پوچھا تو میں نے ان دونوں کو قصہ سنایا۔ پس انہوں نے کہا آگے بڑھو، وہاں ایک درخت پاؤ گے، اس کے نیچے ایک باغ ہے، وہاں ایک بزرگ نماز پڑھتے ہیں، ان سے اپنا قصہ بیان کرنا، وہ تم کو راستہ بتائیں گے۔ پس میں گیا تو دیکھا ایک بزرگ بیٹھے ہیں، میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے میرا قصہ پوچھا۔ میں نے ان سے اپنا پورا واقعہ بیان کیا پس جب محل کا قصہ بیان کیا تو بہت گھبرائے اور پوچھا کہ تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں نے صندوق کو بند کر دیا اور دروازہ بھینٹ دیا۔ پس وہ مطمئن ہوئے اور مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی گزری۔ انہوں نے سلام علیک کہا اور کہا یا ولی اللہ کہاں جاتے ہیں؟ بدلی سے آواز آئی میں فلاں جگہ جاتا ہوں، اسی طرح یکے بعد دیگرے متعدد بدلی گزرتی رہی اور وہ سب سے سلام کے بعد پوچھا کرتے کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ اتنے میں ایک ٹکڑا بدلی کا آیا،

اس سے پوچھا کہاں جاتے ہیں؟ اس نے کہا بصرہ! کہا اترو۔ پس وہ بدلی ان کے سامنے آگئی۔ پس کہا اس شخص کو سوار کر کے بحفاظت اس کے گھر پہنچا دو تو جب میں بدلی پر سوار ہوا، میں نے کہا میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ بزرگی عطا فرمائی، مجھے اس محل اور سوار اور اپنے حال سے آگاہ کیجئے۔ انہوں نے کہا یہ محل شہدائے بحر کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ جو لوگ دریا میں ڈوب کر شہید ہو جاتے ہیں، ان کو دریا سے نکال کر لاتا ہے اور ریشمی کپڑوں میں انہیں کفنا کر ان کو صندوق میں رکھتا ہے اور وہ دونوں سوار خدا کے فرشتہ ہیں جو صبح و شام اللہ کا سلام ان کو پہنچاتے ہیں اور میں خضر ہوں اور میں نے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ میرا حشر تمہارے نبی کی امت میں کرے۔ اس شخص نے کہا کہ جب میں بدلی پر سوار ہوا تو مجھے ایسا ہول اور ڈر لاحق ہوا جس سے میری یہ حالت ہوگئی۔

ظ

ہر میت کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اس کا ٹھکانہ اس پر صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت پیش کی جاتی ہے اور اگر معاذ اللہ دوزخی ہے تو دوزخ پیش کی جاتی ہے اور یونہی قیامت تک ہوتا رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ ہر صبح و شام چیختے تھے اور کہتے تھے: اول رات گئی اور دن آیا اور فرعونی والے آگ پر پیش کے گئے تو جب لوگ ان کی آواز سنتے تھے وہ اللہ سے پناہ مانگتے تھے کہ آگ سے بچائیے۔ یونہی جب شام ہوتی تو کہتے: دن گیا اور رات آئی، فرعونی والے آگ پر پیش کئے گئے۔ تو جو شخص ان کی آواز سنتا، وہ سب آگ سے پناہ مانگتا۔

امام اوزاعی سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص سے جو عسقلان کے ساحل پر تھا، دریافت کیا کہ اے ابو عمر! ہم روزانہ دیکھتے ہیں سیاہ پرندوں کو کہ دریا سے نکلتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سفید پرندے آتے ہیں۔ اس نے کہا: تم نے اسے دیکھا؟ انہوں نے

کہا: ہاں! ان صورتوں میں فرعون کے لشکر کی روحیں ہیں جو آگ پر پیش کی جاتی ہیں تو آگ کی لپٹ سے ان کے پر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قیامت تک ان پر عذاب ہوتا رہے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَ يُؤْمَتَقَوْمُ السَّاعَةِ أَذْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ [المؤمن: ۴۶] ترجمہ: آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔ [کنز الایمان] اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ۔ (میں اللہ کے عذاب جہنم سے پناہ مانگتا ہوں ہوں) آمین

ظ

زندوں کے کارنامے مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں

حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارے نامہ اعمال تمہارے رشتہ والے اور قرابت دار مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر اچھا ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر برا ہوتا ہے تو اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے موت نہ آئے، جب تک تو اسے ہدایت نہ دے دے جس طرح تو نے ہمیں ہدایت دی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ (ترکی) پر جہاد کیا تو ایک واعظ کے بارے میں سنا۔ وہ کہتا ہے کہ بندہ جب صبح کے وقت کوئی کام کرتا ہے تو شام کے وقت جنتی رشتہ داروں پر اس کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو کام شام کے وقت کرتا ہے، وہ صبح کے وقت اس کے جنتی رشتہ داروں پر پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: دیکھو کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ ایسا ہی ہے جو میں کہتا ہوں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ عبادہ بن صامت، سعد بن عبادہ کے سامنے مجھے فضیحت کرے، اس سبب سے جو میں نے ان کے بعد کیا۔ اس واعظ نے کہا کہ اللہ جس کو اپنا ولی بناتا ہے، اس کے

عیبوں کو چھپاتا ہے اور اس کے اچھے کاموں کی تعریف کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اعمال ہر دو شنبہ اور بیچ شنبہ کو اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں۔ تو یہ لوگ حسنت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور خوشی سے ان کے منہ روشن ہو جاتے ہیں۔ پس ڈرو اللہ سے اور مت ایذا دو اپنے مردوں کو۔

عثمان بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے مجھ سے اجازت چاہی کہ اپنی بھتیجی یعنی میری بیوی سے ملاقات کریں۔ پس میں نے اجازت دیدی تو پوچھا کہ تمہارے شوہر کا برتاؤ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟ اس نے کہا جہاں تک ان سے ہوتا ہے، میرے ساتھ عمدہ برتاؤ کرتے ہیں۔ پس کہا: اے عثمان! اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اس لئے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کرتے ہو، وہ عمر بن اوس (اس کے باپ) کے پاس پیش ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا مردوں کو زندوں کی خبریں پہنچا کرتی ہیں؟ سعید نے کہا: ہاں! جتنے رشتہ دار و اقارب ہیں سب کے پاس خبریں پہنچا کرتی ہیں۔ اچھی بات سے خوش ہوتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں اور بُری خبر سے غمگین ہوتے ہیں۔

ایک گورکن کا بیان ہے کہ میں ایک شب قبرستان میں تھا۔ ایک کہنے والے کو سنا کہ قبر سے کہتا ہے: اے عبد اللہ! اس نے کہا: کیا جابر؟ اس نے کہا کل ہماری ماں یہاں آئے گی۔ دوسرے نے کہا اس سے کیا نفع؟ وہ ہم لوگوں تک نہیں پہنچے گی، اس لئے کہ میرا باپ اس سے بہت ناخوش ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اس کے جنازہ کی نماز تک نہ پڑھے گا۔ پس جب دن ہوا، میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا یہاں پر ان دونوں قبروں کے بیچ میں ایک قبر کھودو۔ پس میں نے کہا کہ ان میں ایک کا نام جابر اور دوسرے کا عبد اللہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس جو کچھ میں نے سنا تھا، اس سے کہا۔ اس شخص نے کہا پیشک میں نے قسم کھائی تھی کہ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں گا مگر اب میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا اور ضرور اس کے

جنازہ کی نماز پڑھوں گا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے، اس کو اس کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا چاہیے۔

ابوسعید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ پر میرے ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی حق ان کا ہے تو اس کو میں ادا کروں؟ حضور نے فرمایا: چار باتیں اب بھی باقی ہیں، اول یہ کہ ان کے لئے دعا مغفرت، دوم یہ کہ ان دونوں کے وعدوں کو پورا کرے، سوم یہ کہ ان کے دوستوں کی عزت اور بزرگی کا احترام کرے، چہارم ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

ظ

کس سبب سے رُوح اپنے اعلیٰ درجہ سے

محروم رہتی ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی روح قرض کے سبب اپنے اعلیٰ مقام سے روکی جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ نماز کے لئے لایا گیا۔ حضور نے فرمایا: اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! ارشاد فرمایا میرا نماز پڑھنا اسے کیا فائدہ دے گا کہ اس کی روح قبر میں گروی ہے، اس کی روح آسمان تک نہ جاسکے گی۔ اگر کوئی شخص اس کے قرض کی کفالت کر دے تو میں نماز پڑھاؤں۔ اس وقت میرا نماز پڑھانا اسے نفع دے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس پر دودینار قرض تھے تو حضور اقدس ﷺ نے اس کی نماز نہیں پڑھائی۔ اس کو ابوقتاہ نے گچھ لیا، تب حضور نے نماز پڑھائی۔ اس کے ایک دن کے بعد حضور نے دریافت فرمایا کہ تم نے دودینار ادا

کر دیئے؟ ابوقادہ نے کہا ہاں! ارشاد ہوا: اس وقت اس کا بدن ٹھنڈا ہوا یعنی اس نے آرام پایا۔

شیبان بن حسن علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میرے والد اور عبدالواحد بن زید غزوہ میں گئے تو ان لوگوں نے ایک بہت بڑا اور چوڑا کنواں دیکھا۔ اس سے ایک آواز آرہی ہے۔ ان میں سے ایک شخص اس میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ ایک مرد تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ تم انسان ہو یا جنات سے؟ اس نے کہا کہ ہم آدمی ہیں۔ انطاکیہ میرا مکان ہے۔ میرا انتقال ہو گیا ہے مگر اللہ رب العزت نے قرض کے سبب سے مجھے یہاں روک لیا ہے اور میرا لڑکا انطاکیہ میں ہے۔ نہ مجھے وہ یاد کرتا ہے اور نہ میرا قرض ادا کرتا ہے۔ پس وہ شخص باہر آیا اور اپنے ساتھی کو خبر دی اور کہا چلو اس شخص کا قرض ادا کر دیں، اس کے بعد پھر لڑائی میں شریک ہوں گے۔ پس یہ لوگ گئے اور اس کا دین ادا کر دیا پھر وہ اس جگہ لوٹے تو وہاں نہ کنواں دیکھا اور نہ کچھ نشان پایا۔ جب شام ہو گئی تو دونوں وہیں سو گئے۔ خواب میں اس شخص کو دیکھا کہ کہتا ہے: اللہ تم لوگوں کو بہتر جزا دے کہ اب میرے رب نے مجھے جنت میں ایسے ایسے اعلیٰ درجے عطا کئے۔

ظ

وصیت کا بیان

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مر جائے اور وصیت نہ کرے، اس کو مردوں کے ساتھ کلام کی اجازت نہیں ملتی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ! کیا مردے بھی بولتے ہیں؟ ارشاد ہوا: ہاں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

بصرہ کے ایک گورکن کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن ایک قبر کھودی اور اسی کے قریب سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ دو عورتیں آئیں۔ ان میں ایک نے کہا اے عبداللہ! میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں کہ اس عورت کو ہم سے دور رکھ اور مجھ تک نہ آنے دے۔ پھر میں گھبرا

کراٹھا تو دیکھا کہ ایک عورت کا جنازہ آیا ہے تو میں نے کہا کہ قبر اس طرف کھودی ہوئی ہے۔ پس جب رات ہوئی تو پھر وہ دونوں عورتیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو بہتر جزا دے کہ تو نے ہم سے ایک بہت بڑی مصیبت دور کی۔ میں نے پوچھا تمہارے ساتھی کی کیا حالت ہے کہ وہ نہیں بولتی ہے جس طرح تم مجھ سے بولتی ہو۔ اس عورت نے کہا اس نے مرتے وقت وصیت نہیں کی اور جو شخص بغیر وصیت کے مرے گا، وہ قیامت تک نہیں بولنے پائے گا۔

ظ

زندہ اور مردہ کی رو حیں خواب میں ملتی ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مردہ اور زندہ کی رو حیں خواب میں ملتی ہیں، بات چیت پوچھ گچھ کرتی ہیں۔ اس کے بعد مردہ کی روح کو خدائے تعالیٰ روک لیتا ہے اور زندہ کی روح بدن میں آ جاتی ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی جب مرتا ہے تو ایک مہینہ تک اس کی روح اس کے گھر کے گرد گھومتی ہے اور ایک سال تک قبر کے گرد پھراٹھالی جاتی ہے، جس کی وجہ سے زندہ اور مردہ کی رو حیں ملتی ہیں۔

ابن جوزی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت مصعب بن جثامہ اور عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بڑی گہری دوستی تھی۔ ایک دن مصعب نے عوف سے کہا کہ ہم دونوں میں جو آدمی پہلے مرے، وہ دوسرے کو دکھا دے۔ کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ مصعب نے کہا: ہاں! پس مصعب نے پہلے انتقال کیا تو ان کو عوف نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا: بعد مشقتوں کے مجھے بخش دیا۔ عوف نے کہا کہ میں نے مصعب کی گردن میں ایک سیاہ دھبہ دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا کہ فلاں یہودی سے میں نے قرض لیا تھا جو میرے مکان میں رکھا ہے، تم اس کو جا کر دیدو اور میرے مرنے کے بعد جو کچھ واقعات میرے گھر

ہوتے ہیں، مجھے سب کی خبر ہے۔ یہاں تک کہ چند دن ہوئے کہ میری بلی مر گئی ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور میری لڑکی چھٹے دن مرے گی، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عوف کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں ان کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ ایک تھیلی میں دس دینار رکھے ہوئے ہیں، میں نے اس کو اس یہودی کے پاس بھیج دیا اور کہا کہ مصعب پر تمہارا کچھ چاہئے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مصعب پر رحم کرے، وہ بہترین اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ہیں، میں نے ان کو دس دینار قرض دئے تھے۔ عوف کہتے ہیں کہ میں نے وہ تھیلی کو اس یہودی کو دے دی، پھر میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ مصعب کے انتقال کے بعد تمہارے یہاں کوئی واقعہ پیش آیا؟ لوگوں نے کہا ہاں یہ باتیں ہوئیں، یہاں تک بلی کے مرنے کا واقعہ بیان کیا۔ عوف نے کہا کہ میری بھتیجی کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ کھیل رہی ہے۔ جب آئی تو میں نے اس کو دیکھا کہ بخار میں مبتلا ہے پس میں نے کہا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی لڑکی بیان کرتی ہے کہ ان کے والد کا انتقال جنگ یمامہ میں ہوا۔ جس وقت وہ شہید کئے گئے تو ان پر ایک قیمتی چادر تھی۔ ان کے پاس سے ایک مسلمان گزرا اور اس چادر کو لے لیا۔ ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت کہہ رہے ہیں: ”میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں۔ خبردار اس کو خواب و خیال نہ سمجھنا۔ دیکھو کل جب میں شہید کیا گیا تو فلاں شخص میرے پاس سے گذرا اور اس نے میری چادر لے لی اور اس کا گھر فلاں جگہ ہے اور اس کے گھر پر ایک گھوڑا بندھا ہے اور اس نے چادر پر ایک ہانڈی اوندھادی ہے اور اس پر ایک کجاوہ ہے تو تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میری چادر اس سے لے لیں اور جب تم مدینہ طیبہ میں خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں پہنچو تو ان سے کہو کہ میرے اوپر اس قدر قرض ہے اور فلاں شخص میرے غلاموں میں سے آزاد ہے۔“ چنانچہ وہ شخص آیا اور اس نے حضرت خالد بن ولید کو خبر دی۔ آپ نے وہ چادر منگوالی اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا۔ آپ

نے ان کی وصیت نافذ کی۔ اس شخص نے کہا کہ میرے علم میں کوئی شخص نہیں جس کی وصیت بعد موت کے نافذ کی گئی ہو، سوائے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ انھوں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: اے عثمان! تم میرے پاس آ کر روزہ افطار کرو، چنانچہ وہ صبح کے وقت روزہ کی حالت میں شہید کئے گئے۔

ظ

مردوں نے خود اپنی حالت ذکر کی

عصف بن حارث قدس سرہ نے عبد اللہ بن عاصد رضی اللہ عنہ صحابی سے وقت احتضار [جاں کنی کے وقت] کہا: اگر تم سے ہو سکے تو مجھ سے ملاقات کرنا اور مرنے کے بعد کے واقعات سے اطلاع دینا۔ پس ایک دن خواب میں آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بعد مشقتوں کے نجات بخشی۔ میرے رب نے میرے گناہوں کو بخشا اور سیئات سے درگزر کیا۔

یحییٰ بن ایوب قدس سرہ کہتے ہیں کہ دو شخصوں نے عہد کیا تھا کہ جو پہلے مرے، وہ دوسرے کو واقعات کی خبر دے۔ پس ان میں ایک کا انتقال ہوا تو دوسرے نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں؟ کہا وہ جنت میں ہیں۔ پوچھا ابن سیرین کہاں ہیں؟ کہا: جہاں چاہتے ہیں، وہ رہ سکتے ہیں مگر ان دونوں کے درجوں میں بہت فرق ہے۔ انہوں نے پوچھا: آخر حسن بصری کو یہ رتبہ کس طرح ملا؟ کہا: شدت خوف الہی سے۔

حضرت عباس اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما میں بہت دوستی تھی۔ جب امیر المومنین کا وصال ہوا تو کامل ایک سال کے بعد خواب میں ان کو دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ حضرت عباس نے پوچھا: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: اب میں فارغ ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو عرش پھٹ پڑتا اور

ایک روایت میں ہے کہ کسی انصاری نے آپ کو بیس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ پسینہ پوچھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی رحمت شامل نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔

مطرف قدس سرہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ سبز کپڑا پہنے ہیں۔ انھوں نے پوچھا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ احسان کیا۔ پوچھا کون دین بہتر ہے؟ کہا دین قیم یعنی اسلام۔

مسلمہ ابن عبد الملک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ پوچھا: امیر المومنین آپ کس حالت میں ہیں؟ جواب دیا: اے مسلمہ! اب مجھے آرام ملا، اس وقت میں فارغ ہوں۔ پوچھا آپ کہاں ہیں؟ جواب دیا: ائمہ ہدیٰ کے ساتھ جنات عدن میں۔

ابو بکر خیاط قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں قبرستان گیا تو دیکھا کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں میں بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے گلدستے، خوشبو رکھے ہیں اور ان لوگوں میں کھڑا ہے، آتا ہے جاتا ہے۔ میں نے پوچھا! خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا، کیا تم مرے نہیں؟ جواب دیا ہاں۔

پریزگاروں کی موت دراصل حیات ہے جو منقطع نہیں ہوگی بہت سی قومیں مر گئیں مگر وہ لوگوں میں زندہ ہیں۔

حفص موبہی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے داؤد طائی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا خبر ہے؟ کہا: آخرت میں خیر بہت ہے۔ پوچھا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ کہا: الحمد للہ جنت میں۔ پوچھا کہ تم کو سفیان بن سعید کی کچھ خبر ہے، وہ بھلائی کو دوست رکھتے تھے؟ داؤد طائی ہنسے اور کہا کہ ان کو خیر نے اہل خیر کا درجہ دلایا۔

عبد الملک * قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبد القیس علیہ الرحمہ کو خواب

میں دیکھا۔ پوچھا: کون کام سب سے بہتر ہے؟ کہا: جس کام سے مقصود ذات الہی ہو۔
ابو کریمہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے خواب
میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو ایک باغ میں پہونچا جہاں ایوب اور یونس اور ابن
عون اور یتیمی ہیں تو میں نے پوچھا کہ سفیان ثوری کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ ہم ان کو اس قدر
بلند دیکھتے ہیں جس طرح ہم ستاروں کو دیکھتے تھے۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین کو خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع
جنت میں ہیں۔ پوچھا: حسن بصری کہاں ہیں؟ کہا: سدرۃ المنتہی کے پاس۔

محمد بن سالم خواص قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے قاضی یحییٰ بن اکثم قدس سرہ کو خواب
میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا
کیا اور فرمایا اے شیخ السو! اگر تیرا بڑھا پانا ہوتا تو ضرور تجھ کو جہنم بھیجتا۔ یہ سن کر میں بیہوش ہو گیا
۔ اسی طرح تین مرتبہ ارشاد ہوا۔ تیسری مرتبہ جب میں نے افاقہ پایا۔ عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ
مجھے اس طرح نہیں پہونچا۔ فرمایا: پھر کیسے پہونچا؟ عرض کیا: مجھ سے بیان کیا عبد الرزاق نے اور
ان سے معمر نے اور ان سے شہاب زہری نے اور ان سے انس بن مالک نے اور ان سے نبی
ﷺ نے اور ان سے جبرائیل علیہ السلام نے اور انھوں نے تجھ سے اے عظیم! کہ تو نے
ارشاد فرمایا: میرا کوئی بندہ اسلام میں بوڑھا نہیں ہوا مگر میں اس کو جہنم میں بھیجتے ہوئے شرم کرتا
ہوں۔ ارشاد ہوا کہ سچ کہا عبد الرزاق نے اور سچ کہا معمر نے اور سچ کہا زہری نے اور سچ کہا انس
نے اور سچ کہا میرے نبی نے اور سچ کہا جبرائیل نے، میں نے یہ کہا ہے۔ لے جاؤ میرے
بندے کو جنت میں۔

لوگوں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ
نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: اپنے سامنے کیا اور فرمایا: اے احمد! تو نے مار پر صبر کیا مگر
میرے کلام کو حادث نہ کہا، مخلوق نہ کہا۔ میری عزت کی قسم! قیامت تک تجھے اپنا کلام سناؤں

گا اور میں برابر رب العزت کا کلام سنتا ہوں۔

ابوالحسن شعرانی قدس سرہ نے منصور بن عمار قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ میرے رب نے فرمایا: تو منصور بن عمار ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! رب نے فرمایا: تو لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت کا وعظ کہتا تھا؟ میں نے کہا: ہاں یا رب! میں جب مجلس وعظ میں بیٹھتا تو پہلے تیری حمد کرتا پھر تیرے نبی ﷺ پر درود بھیجتا، اس کے بعد مخلوق کو نصیحت کرتا تھا۔ ارشاد ہوا کہ اس کے لیے کرسی رکھو جس پر میری تعریف کرے آسمان پر، جس طرح میری ثنا کرتا تھا زمین پر۔ انھیں کے متعلق دوسری روایت ہے کہ ان کے بیٹے نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے نزدیک کیا اور کہا اے شیخ السؤ! تم جانتے ہو میں نے تم کو کیوں بخشا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ رب کا ارشاد ہوا: اس لیے کہ تو ایک دن وعظ کہنے کو بیٹھا تو تو نے حاضرین کو رلایا۔ ان میں میرا ایک بندہ رویا جو کبھی میرے خوف سے نہیں رویا تھا تو میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی وجہ سے تمام اہل مجلس کو بخشا اور ان میں تو بھی تھا۔

سلمہ بن عفان علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وکیع علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا۔ پوچھا: کس سبب سے؟ جواب دیا: علم کی وجہ سے۔

ابن ابوالولید نے ابوالعباس قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ کہا: کیا حال ہے آپ کا؟ کہا: میں ابویعقوب بواطی اور ربیع بن سلمان کے ساتھ حضرت امام شافعی کے پڑوس میں ہوں اور ہم لوگ ہر روز ان کی ضیافت میں حاضر ہوتے ہیں۔

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کو حزم نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ کے یہاں کس حال میں پہنچے؟ کہا: بہت گناہ لے کر پہنچا مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مٹا دیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے۔

یمن کی ایک عورت نے رجاء بن حیوہ قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ کہا: ہاں! لیکن جنت والوں کو حکم دیا گیا کہ جراح بن عبد اللہ قدس سرہ کے استقبال کو جاؤ اور یہ واقعہ جراح کے موت کی خبر آنے سے پہلے کا ہے اور ان کا انتقال اسی دن آذربائیجان میں ہوا تھا۔

اصمعی قدس سرہ نے اپنے باپ کے متعلق بیان کیا کہ انھوں نے جریر کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا بسبب اس تکبیر کے جو جنگل میں ایک پانی کا حوض دیکھ کر کہا تھا۔ پوچھا: تمہارے بھائی فرزدق کے ساتھ کیا معاملہ پیش ہوا؟ کہا: اس کو پاک دامن عورتوں کی تہمت نے ہلاک کیا۔

عبدالرحمن مہدی نے سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا گیا تو مجھ سے نہایت ہلکا حساب لیا پھر مجھ کو جنت میں جانے کا حکم دیا۔ بس اس درمیان، میں اس کی خوشبوؤں اور درخت سے دل بہلا رہا تھا، یکا یک آواز آئی کہا کہ اے سفیان تم جانتے ہو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس پر اختیار کیا؟ پس میں نے کہا: ہاں یا رب! خدا کی قسم۔

ربیع بن سلیمان نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور نفیس موتی مجھ پر نچھاور کئے۔

یحییٰ ابن معین قدس سرہ کو حبیش بن مبشر نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے اپنے قریب کیا اور بہت کچھ دیا اور تین سو حوروں سے میری شادی کی اور دو مرتبہ مجھے اپنی زیارت سے مشرف کیا۔ پوچھا: کس وجہ سے؟ کہا: حدیث شریف کی وجہ سے۔

کسیت بن زید علیہ الرحمہ کو ثور بن یزید نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے

تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا اور میرے لیے کرسی رکھی گئی اور مجھ کو اس پر بٹھایا اور مجھے شعر پڑھنے کا حکم دیا۔ پس جب میں اس شعر پر پہنچا ۔

حنانیک رب الناس من ان یغرنی

کما غرهم شرب الحیاة المصرد

ترجمہ: اے رب کائنات! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ اس فانی زندگی کے بے کیف گھونٹ مجھے بھی ویسے ہی فریب میں مبتلا رکھیں جیسے اس نے اور لوگوں کو بہلائے رکھا۔

ارشاد ہوا تو نے سچ کہا اے کیت! اس نے تجھ کو نہیں دھوکا دیا جس طرح ان لوگوں کو دھوکا دیا۔ میں نے تجھے بخش دیا۔ میرے نبی کی شان میں تیری سچائی کی وجہ سے، میں نے تیرے لیے ہر اس شعر کے بدلے جو تو نے نعت میں کہا ہے، ایک درجہ جنت میں کر دیا۔ محدثین کو بعضوں نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا مجھے بخش دیا کہ جب میں کتاب میں رسول اللہ ﷺ کا نام دیکھتا تو درود شریف پڑھا کرتا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَالْإِلَهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
عبدالرحمن بن زید قدس سرہ کہتے ہیں، میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ بڑی شاندار ٹوپی پہنے ہیں۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ مجھے زینت علم سے آراستہ کیا۔ کہا: مالک بن انس کہاں ہیں؟ کہا: مجھ سے اوپر، اوپر، اوپر، کہتے تھے اور نگاہ اوپر اٹھاتے جاتے تھے، یہاں تک کہ ان کی ٹوپی گر پڑی۔

عاصم جہنی کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ہشام کے قلعہ میں داخل ہوا۔ وہاں حضرت بشر حافی سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا: آپ کہاں ہیں؟ جواب دیا: علیین میں۔ کہا: اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: میں نے ابھی احمد بن حنبل اور

عبدالوہاب و زاق کو خدا تعالیٰ کے سامنے چھوڑا ہے۔ وہ دونوں کھاتے پیتے اور آرام کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا مرتبہ کیا ہے؟ کہا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کھانے پینے سے کچھ زیادہ شوق نہیں ہے، اس لیے مجھے اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت کی اجازت دی ہے۔

ابو جعفر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے بشر حافی اور معروف کرخی (رضی اللہ عنہما) کو خواب میں دیکھا، گویا وہ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ میں نے پوچھا: کہاں سے آپ لوگ تشریف لائے؟ کہا: جنت الفردوس سے اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ قاسم بن منبہ کہتے ہیں کہ بشر حافی کی زیارت کی۔ پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا اور کہا: اے بشر! میں نے تجھے بخش دیا اور جتنے آدمی تیرے آدمی جنازہ میں شریک تھے، سب کو بخش دیا۔ تو میں نے کہا اے میرے رب! جو لوگ مجھے دوست رکھتے ہیں، ان کو بھی بخش دے۔ فرمایا: جو لوگ تجھے قیامت تک دوست رکھیں گے، سب کو بخشا۔

ربی ربی ربی ربی اشہد یا ربی انی احبک واحب حبیبک ولمن احبه واحب بشر الحافی فاغفر لی یارب وتجاوز عنی بحرمة سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

اصمعی قدس سرہ کے والد نے حجاج کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کہا: سب مقتولوں کے بدلے مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا پھر ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا اور یہی دریافت کیا۔ جواب دیا: کیا پار سال تم نے یہ نہیں پوچھا تھا؟ حضرت ابو یزید طیفور شامی بسطامی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی کہ حضور مجھے کوئی بات بتا دیں جو مجھے نفع دے؟ فرمایا: سب سے بہتر ہے کہ اغنیاء لوگ فقرا سے تواضع پیش آئیں، اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ

ثواب عنایت فرمائے۔ کہا: اور زیادہ ارشاد فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا: تم پہلے مردہ تھے پھر زندہ ہوئے اور تھوڑے دنوں میں پھر مردہ ہو جاؤ گے تو دارالبقا میں اپنا گھر بناؤ اور دارالفنا کا گھر ڈھا دو۔

غیث بن علی کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن عاقولی قدس سرہ کو خواب میں نہایت عمدہ حالت میں خوش خوش دیکھا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: موت کو کیسا پایا؟ کہا: عمدہ۔ پوچھا: آپ کہاں ہیں؟ کہا: جنت میں۔ پوچھا: کون عمل سب سے نافع ہے؟ کہا: وہاں استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

کسی نے خواب میں امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا۔ مردہ نے جواب دیا کہ وہ جنت میں امام کہہ کر پکارے جاتے ہیں۔ کسی نے یوسف بن حسین رازی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: بخش دیا۔ پوچھا کس وجہ سے؟ کہا: ان کلموں کی وجہ سے جو میں نے مرتے دم کہا تھا: ”اے اللہ میں نے لوگوں کو اسی قول سے نصیحت کی اور اپنے فعل سے نفس کی خیانت کی تو میرے فعل کی خیانت کو قول کی نصیحت کی وجہ سے معاف فرما“۔

کسی نے ابونواس شاعر کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اللہ نے کیا کیا؟ کہا: مجھے بخش دیا اور بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اس نے پوچھا: کس سبب سے؟ کہا: بعض صالحین ایک شب قبرستان میں آئے اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو ہزار بار سورہ اخلاص پڑھا اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تمام لوگوں کو بخش دیا۔ میں بھی انھیں میں ہوں اور بعض روایتوں میں ہے کہ ابونواس نے کہا بوجہ اول اشعار کے جو میں نے کہے تھے اور وہ میری تکیہ کے نیچے رکھے ہیں۔ وہ شخص ابونواس کے گھر گیا اور تکیہ اٹھا کر دیکھا تو ایک رقعہ ہے جس میں یہ اشعار لکھے ہیں۔

”اے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ اور بہت بڑے ہیں مگر میں

یقیناً جانتا ہوں کہ تیری بخشش اس سے بھی زیادہ بڑی ہے، اگر تیری ذات سے صرف نیکو کار ہی امید رکھیں تو پھر مجرم کس کے ساتھ پناہ پکڑے۔ اے میرے رب! جس طرح تو نے مجھ سے کہا، میں گڑ گڑا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں پس جب کہ تو رد کرے گا تو پھر کون رحم کرے گا؟ یا رب! میرے لیے تیری طرف کوئی وسیلہ نہیں سوائے امید کے اور تیری عفو کے پھر یہ کہ میں مسلمان ہوں۔“

یا رب اقول کما قال ابو نواس فاغفر لی کما غفرت لہ

حفص بن عبد اللہ قدس سرہ کہتے ہیں: میں نے ابو زرعہ قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا پر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے آپ کو یہ مرتبہ ملا؟ کہا: میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھیں جن میں ہے: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمت اتارتا ہے۔ اللہم صل علیٰ ہذا النبی الکریم الی یوم الدین۔

ظ

زندوں کے قول یا فعل سے مردہ کو ایذا ہوتی ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مردہ کو قبر میں وہ چیز ایذا دیتی ہے جو اس کو گھر میں ایذا دیتی ہے۔ نیز فرمایا مردہ کو جب یاد کرو تو بھلائی کے ساتھ یاد کرو نیز فرمایا کہ مردوں کی بھلائی کا تذکرہ کرو اور ان کی برائی سے بچو۔ نیز فرمایا کہ مردوں کو مت یاد کرو مگر بھلائی کے ساتھ، اس لیے کہ اگر وہ جنتی ہیں تو ان کی برائی کے سبب تم گنہگار ہو گے اور اگر وہ دوزخی ہیں تو جس عذاب و تکلیف میں وہ ہیں، وہی ان کو کافی ہے۔

ظ

رونے کی وجہ سے مردے کو ایذا ہوتی ہے

حسن کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بیہوشی ہوئی تو ان کی بہن چیخ چیخ کر رونے لگیں اور وہ کہتی تھیں: واجبلہ! پس جب ان کو افاقہ ہوا بولے: تو نے مجھے سخت تکلیف دی، حالانکہ مجھ کو نہایت شاق ہے کہ میں تجھے اذیت دوں۔ برابر مجھ کو فرشتہ جھڑکتا تھا اور پوچھتا تھا کہ تو ایسا ہے؟ تو میں کہتا: نہیں۔

ربیع قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گیا تو آپ نے کسی آدمی کو چیخ کر روتے سنا۔ تب ایک آدمی کو بھیجا کہ اس کو چپ کر دے۔ میں نے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمن! آپ نے اس کو کیوں چپ کرایا؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ مردہ کو اس سے اذیت ہوتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جنازہ میں عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم سب لوٹ جاؤ تم سب گنہگار ہو۔ تمہارے آنے سے کچھ ثواب نہیں، تم زندوں کو فتنہ میں ڈالتی ہو اور مردوں کو ایذا دیتی ہو۔ حسن کہتے ہیں کہ مردے کے لیے اس کے متعلقین میں بُری وہ ہیں جو اس پر نوحہ کریں اور اس کے قرض کو ادا نہ کریں۔

صفیہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے لڑکے کا تذکرہ کیا جس کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کے بعد روئیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے اعزہ سے دنیا میں اچھی طرح پیش آؤ اور جب اُن کا انتقال ہو جائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہو۔ قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان جس کے قبضہ میں ہے، جب کوئی شخص روتا ہے تو مردہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو اے خدا کے بندو! اپنے مردوں کو ایذا و تکلیف مت دو۔

ظ

مندرجہ ذیل باتوں سے بھی مردوں کو ایذا ہوتی ہے

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنا پاؤں انگاروں پر رکھوں یا تیز تلوار پر، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا ایسا ہے جیسے بھرے بازار میں سب لوگوں کے سامنے قضائے حاجت کو بیٹھنا۔

سلیم بن عثر قدس سرہ سے منقول ہے کہ وہ قبرستان میں جا رہے تھے تو ان کو بہت زور کا پیشاب معلوم ہوا۔ کسی نے کہا کہ اتر کر فارغ کیوں نہیں ہو لیتے؟ کہا سبحان اللہ! خدا کی قسم مردوں سے میں ویسا ہی شرماتا ہوں جس طرح زندوں سے شرم کرتا ہوں۔

عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: اتر جا قبر سے، مت ایذا دے قبر والے کو اور نہ وہ تجھ کو نقصان پہونچائے۔ کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر پر چلنے کا مسئلہ پوچھا۔ کہا میں مسلمانوں کو مرنے کے بعد ایذا دینا ویسا ہی ناپسند کرتا ہوں جس طرح اس کی زندگی میں ناپسند کرتا ہوں۔

ظ

کون کون سی باتیں مردہ کے لیے نفع رساں ہیں

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے تو چاروں طرف سے اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اس کے بعد عذاب کا فرشتہ آتا ہے تو کہتے ہیں اس سے دور ہو جا، یہاں اس کے بہت سے اعوان ہیں۔ اگر ان میں ایک ہی ہوتا تو تو اس کے پاس نہیں پہونچ سکتا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اس کے تین دوست اس کے ساتھ ہوتے ہیں، تو دو تو لوٹ آتے ہیں اور ایک ہمیشہ اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے اہل اور مال اور اعمال جاتے ہیں۔ ان میں اہل اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کے اعمال باقی رہتے ہیں۔

یزید بن منصور علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک شخص قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ پس جب عذاب کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کو آئے تو قرآن شریف حاضر ہوا اور اس نے کہا اے رب! میرے رہنے کی جگہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم ہٹ جاؤ اور قرآن کے لیے اس کا مسکن چھوڑ دو۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیز باقی رہتی ہے: ایک صدقہ جاریہ، دوسرا علم جس سے نفع دے، تیسرا نیک بخت لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے۔ نیز فرمایا جو شخص کوئی نئی عمدہ بات جاری کرے، اس کا ثواب اس کے لیے ہے اور نیز جس قدر لوگ قیامت تک اس پر عمل کریں گے، ان سب کے برابر ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ اور جو شخص کوئی بری بات جاری کرے، اس کے اوپر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جتنے لوگ اس کے مرتکب ہوں گے، ان سبھوں کے برابر گناہ ہوگا بغیر اس بات کے کہ ان لوگوں کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب اللہ سے کوئی آیت سکھائے اور کوئی بات علم کی بتائے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھاتا رہے گا۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں سات چیزیں ہیں جن کا اجر آدمی کو مرنے کے بعد قبر میں بھی ملتا ہے:

- اول : کوئی علم کی تعلیم دے۔
- دوم : نہر جاری کرے۔
- سوم : کوئی کنواں کھودے۔
- چہارم : کوئی درخت لگائے۔
- پنجم : کوئی مسجد بنائے۔
- ششم : کسی شخص کو قرآن شریف دے۔

ہفتم : کوئی لڑکا چھوڑے جو اس کے لیے مغفرت کی دعا کرے۔

نیز قبر میں مردہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈوبنے والا سہارا کو منتظر ہو۔ اسی طرح یہ دعا کا انتظار کرتا ہے کہ اس کا باپ یا ان کی ماں یا دوست یا بیٹا اس کے لیے دعا کرے، تو جب یہ دعا اس کے پاس پہنچتی ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے پہاڑ برابر احسان فرماتا ہے اور زندہ کا تحفہ مردوں کے لیے ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔ سفیان قدس سرہ کہتے ہیں کہ جس طرح زندہ کو کھانے پینے کی حاجت ہے، اس سے زیادہ مردہ دعا کا حاجت مند ہے۔

حضرت مالک بن دینار قدس سرہ کہتے ہیں کہ شب جمعہ میں، میں قبرستان گیا تو دیکھا کہ پورب سے ایک عظیم الشان نور چمکا تو میں نے کہا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میرا خیال ہے کہ اس قبرستان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ پس دور سے ایک آواز سنائی دی، کوئی کہتا ہے: اے مالک بن دینار! یہ مسلمانوں کا ہدیہ ہے جو انھوں نے اپنے بھائیوں کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے تجھے گویائی دی، بتا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں الحمد کے بعد قُلْنَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا۔ نماز پڑھنے کے بعد کہا: اے میرے مولیٰ! میں نے اس کا ثواب قبرستان کے مسلمانوں کو بخشا، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نور اور سرور بھیجا۔ مالک بن دینار قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں اس دن سے ہمیشہ ہر جمعہ کی رات میں اسی طرح اس کا ثواب مسلمان مردوں کو بخشا کرتا تھا، یہاں تک کہ میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا کہ فرماتے ہیں: اے مالک بن دینار! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا بقدر اس نور کے جو تو نے میری امتوں کو بھیجا اور اس قدر ثواب تیرے نامہ اعمال میں لکھا اور تیرے لیے جنت میں ایک بلند عالیشان محل تیار کیا ہے جس کا نام قصر منیف ہے۔

بشار بن غالب قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت رابعہ کے لیے بہت دعا کیا کرتا تھا

ایک شب آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: اے بشار! تیرے تحفے میرے پاس نور کے طباق میں ریشمی رومالوں سے ڈھکے ہوئے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں کر؟ کہا: اسی طرح مردہ کے لیے تمام زندہ مسلمانوں کی دعائیں جب قبول ہوتی ہیں تو مردوں کے پاس نور کے طباق میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش ہوتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے فلاں دوست کا ہدیہ ہے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں کا انتقال ہو گیا تو کون صدقہ ان کی طرف سے سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا پانی۔ پس انھوں نے کنواں کھودا اور کہا: ہذہ لائم سعد۔ یہ کنواں سعد کی ماں کے ایصال ثواب کے لیے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ جب کوئی مرتا ہے تو لوگ اس آدمی کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام اس کو ایک نور کے طباق میں لے کر حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: اے قبر عمیق والے! یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف فلاں شخص نے بھیجا ہے، تو اُسے قبول کر۔ پس وہ شخص بہت خوش ہوتا ہے اور یہ حال دیکھ کر اس کے وہ پڑوسی جن کے پاس ہدیہ نہیں پہنچتا ہے، غمگین ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہیں کیا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور حج کرنے والے کو بھی اس کے مثل ثواب ملتا ہے۔ غرض جو اعمال حسنہ کر کے مردے کو اس کا ثواب پہنچائے، مردہ کو اس کی خوشی ہوتی ہے اور اس کا ثواب ملتا ہے اور اس شخص کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔

ظ

میت کے لیے قبر یا کسی اور مقام پر قرآن شریف پڑھنا

جمہور سلف اور امام اعظم ابوحنیفہ نعمان اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم

کے نزدیک مردے کو اس کا ثواب پہنچتا ہے، اگر قرآن شریف اور درود شریف پڑھ کر اس کے لیے بخشا جائے۔ شافعیہ میں امام نووی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مستحب ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ انصار کی عادت تھی کہ جب کوئی آدمی مرتا تھا تو اس کی قبر پر جاتے اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو بخشتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشے تو وہ سب اس کے شفیع ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبرستان جائے اور سورہ یسین شریف پڑھ کر اس کا ثواب ان مردوں کو بخشے، اللہ تعالیٰ ان سب سے عذاب کو ہلکا کرتا ہے اور جس قدر مردے اس قبرستان میں ہیں، اتنا ثواب اس شخص کو ملے گا۔

سالم ہسینی قدس سرہ نے وصیت کی کہ اگر میری قبر دھنس جائے تو پھر دوبارہ اس کو درست کرنے کی ضرورت نہیں اور اس کی سخت تاکید کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جن کی قبریں دھنس گئی ہیں، نظر رحمت فرماتا ہے پھر ان پر رحمت نازل کرتا ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ میں بھی انھیں لوگوں میں ہوں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ارمیا علیہ السلام کا گذر چند قبروں پر ہوا۔ دیکھا کہ اس کے اہل پر عذاب ہو رہا ہے پھر ایک سال کے بعد گزرے تو دیکھا اب نہیں ہو رہا ہے تو انھوں نے رب العزت سے عرض کی۔ آسمان سے ندا آئی اے ارمیا، اے ارمیا! ان کے کفن پارہ پارہ ہو گئے، ان کے بال جھڑ گئے، ان کی قبریں مٹ گئیں۔ پس میں ان کی طرف نگاہ رحمت ڈالتا ہوں، اس طرح میں ان لوگوں کے ساتھ کرتا ہوں جن کی قبریں مٹی ہوئی ہیں، کفن پھٹے ہوئے ہیں اور بال گرے ہوئے ہیں۔

ظ

کس وقت موت آنی بہتر ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص رمضان شریف نکلتے ہوئے مرے، جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص عرفہ کا دن تمام ہوتے ہوئے مرے اور جو شخص زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مرے جنت میں جائے گا۔ نیز فرمایا جو شخص صرف اللہ کی رضامندی کے لیے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کہے اور اسی پر خاتمہ ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ نیز فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں مرے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک روزہ رکھنے کا ثواب دے گا۔ نیز فرمایا جو شخص روز جمعہ یا شب جمعہ میں انتقال کرے گا، وہ عذاب سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے اوپر شہداء کی مہر ہوگی۔ ابو جعفر قدس سرہ کہتے ہیں کہ روز جمعہ یا شب جمعہ میں جو شخص انتقال کرے گا، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور جہنم سے بری ہوگا۔

ظ

جن اعمال کی وجہ سے آدمی مرتے ہی جنت میں جاتا ہے

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص فرائض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے، وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔

ظ

سب مردے سڑتے ہیں سوائے انبیائے کرام اور ان کے لواحقین کے

جندب بجلی قدس سرہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مردے کا پیٹ خراب ہوتا ہے۔ ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ روح سے زیادہ کوئی پاکیزہ چیز نہیں کہ جب نکل جاتی ہے، مردہ بدبودار ہو جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان کے سب اعضا گل سڑ جاتے ہیں سوائے ایک ہڈی کے، اور اسی سے قیامت کے دن پھر مرکب ہوگا۔ نیز فرمایا کہ تم لوگ

جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھا کرو، اس لیے کہ تمہارا درود میرے اوپر پیش ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کس طرح درود شریف آپ پر پیش ہوگا، حالانکہ آپ چلے گئے ہوں گے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم حرام کیا ہے، وہ اس کو نہیں کھا سکتی ہے۔

عمر بن جموح اور عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہما ان دونوں کی قبریں بہاؤ کی جگہ پر تھیں اور یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے، جب کہ احد کے دن شہید ہوئے۔ پس ان کی قبریں کھودی گئیں تاکہ ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے تو یہ دونوں جوں کے توں تھے، کچھ تغیر ان میں نہ آیا تھا اور ان میں ایک کو زخم کاری لگا تھا، انھوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا۔ تو اسی طرح دفن کئے گئے تھے۔ پس وہ ہاتھ اس جگہ سے جدا کیا گیا تو جب چھوڑا گیا تو وہ وہیں پر پھر آ گیا اور جنگ اُحد اور جس سال ان کی قبر کھودی گئی، اس کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ ہوا تھا اور بعض روایتوں میں ہے کہ جب ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا تو اس سے خون بہنے لگا تو پھر وہیں پر رکھ دیا گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب کظامہ نہر جاری ہونے لگی تو زمین کھودتے وقت غلطی سے ایک مردہ کے پاؤں میں پھاؤڑا لگ گیا۔ وہاں خون جاری ہو گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ پھاؤڑا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لگ گیا تھا تو اس سے بھی خون جاری ہونے لگا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ثواب حاصل کرنے کو اذان دیا کرے، وہ بھی مثل شہید کے ہے۔ جب اس کا انتقال ہوگا، قبر میں خراب نہ ہوگا۔ نیز فرمایا کہ حافظ قرآن جب مرتا ہے تو خداوند عالم قبر کو وحی کرتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھائے، تو زمین کہتی ہے کہ اے میرے رب! میں اُسے کس طرح کھا سکتی ہوں، حالانکہ تیرا کلام اس کے میں ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا، اس کے بدن کو زمین نہیں کھاتی۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا مِنْهُمْ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الرَّؤْفَ الرَّحِيمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس قدر رسالہ اوائل ۱۳۳۹ھ میں تمام ہو چکا تھا کہ رجب ۱۳۴۶ھ میں محترم و مکرم بندہ جناب مولوی محمد نعیم الحق صاحب ہیڈ مولوی پنڈت اسکول ساکن منیر شریف دامت فیوضہ نے اس رسالہ کو سنا اور بہت ہی پسند کیا اور یہ مشورہ دیا کہ مسلمانوں کی غفلت اور دینی علوم سے بے پرواہی کا نتیجہ ہو گیا ہے کہ بچانوں کے فیصد آدمی نماز جنازہ صحیح طرح پڑھنا نہیں جانتے اور کفن و دفن غسل میت وغیرہ کے احکام سے بالکل ناواقف ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ ان سب کے ضروری مسائل لکھ کر رسالہ چھپوایا جائے تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہو۔ اس رائے کی مخلص صمیم جناب حکیم محمد ہاشم صاحب بگھ پوری نے بھی تائید مزید فرمائی۔ فقیر نے اس رائے کو مفید خیال کیا اور یہ

چند ضروری مسائل بطور ترمیم اضافہ کر دیے واللہ الہادی وھو لموافق للخیرات و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اصحبہ اجمعین۔

ظ

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو چاہئے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ رو کر دیں اور اس کے پاس اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بلند آواز سے کہیں۔ جب وہ کہہ لے تو تلقین موقوف کر دیں۔ ہاں اگر کوئی بات دوسری کی تو پھر تلقین کریں کہ آخر کلام اس کا لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔ حدیث شریف میں ہے: مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس کا آخر کلام کلمہ طیبہ ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا اور ایسے وقت میں مریض کے پاس نیک اور پرہیزگار لوگوں کو ہونا اچھا ہے۔ جس عورت کا حیض و نفاس منقطع ہو چکا ہے اور ابھی غسل نہیں کیا ہے یا نہانے کی حاجت ہو، اس کو نہ جانا چاہئے، نہ اس وقت مکان میں کوئی تصویر یا کتا ہو کہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں، رحمت کے فرشتے

نہیں آتے۔ نزع کے وقت حاضرین اس کے لیے دعائے خیر کریں کہ فرشتے اس وقت کی بات پر آمین کہتے ہیں۔ اس وقت سورہ رعد، سورہ یٰسین کی تلاوت کریں، لو بان یا اگر بتی سلگائیں۔

جب انتقال ہو جائے تو ایک چوڑی پٹی جڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر باندھ دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سیدھی کر دیں اور آنکھیں بند کرتے وقت یہ پڑھیں:

”بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَیْهِ اَمْرَهُ وَ سَهِّلْ عَلَیْهِ مَا بَعْدَهُ وَ اَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَ اجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ“۔

میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے پر چھپادیں اور اس کو تخت یا چار پائی پر رکھیں، زمین پر نہ ڈال دیں۔ اس کے پاس ذکر و اذکار تلاوت قرآن شریف کریں، جہاں تک ہو سکے تجہیز و تکفین میں جلدی کریں اور آس پاس جہاں تک کے لوگ بآسانی آسکیں ان کو خبر دیں کہ نمازیوں کی زیادتی شرعاً پسندیدہ ہے۔

ظ

فصل میت کا بیان

جس تخت یا تختہ پر غسل دینا چاہیں، پہلے اس کو تین یا پانچ دفعہ دھونی دیں یعنی لو بان دانی کو اس تخت کے گرد تین پانچ سات بار پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھنٹوں تک کسی کپڑے سے چھپادیں۔ پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر وضو کرائے مگر گٹوں تک ہاتھ دھلانا اور کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہ چاہئے۔ ہاں کپڑے یاروئی کی کسی لکڑی میں لپیٹ کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کو گل خیر و یا صابن سے دھوئیں، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ خارج ہو تو دھو ڈالیں، دوبارہ وضو و غسل کی

ضرورت نہیں۔ اس کے بعد سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں اور سارے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔ غسل تنہائی کی جگہ میں دیں کہ سوانہلانے والوں اور مدد گاروں کے سوا دوسرا نہ دیکھیں۔ کے وقت اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں۔

نہلانے والا باطہارت ہو۔ بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ وہ نہ ہو یا نہلا نا نہ جانتا ہو تو جو شخص امانت دار پر یز گار ہو، وہ غسل دے۔ یہ جو بعض لوگوں میں رواج ہو گیا ہے کہ اپنے لوگ اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتے، سخت غلطی ہے۔ نہلانے والے کو چاہئے کہ اگر کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے اس وقت خوشبو آئے تو لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر خدا نخواستہ کوئی بری بات دیکھے تو اس کا کہنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ مردوں کی خوبیاں بیان کرو اور اس کی برائیاں مت ذکر کرو۔ ہاں اگر کوئی بدن مذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس نیت سے بیان کرنا چاہئے کہ لوگ اس سے بچیں۔ بلا ضرورت اعضائے میت کی طرف نہ دیکھے۔ نہلانے کی اجرت لینا نہ چاہئے لیکن اگر اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو اجرت لے سکتا ہے مگر بہتر نہیں۔ جب یا حائض یا نفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ ہاں اگر میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی۔ عورت اپنے مرد کو غسل دے سکتی ہے کہ جب تک عدت میں ہے، وہ اس کی ہے۔ یوں ہی جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے، وہ بھی غسل دے سکتی ہے۔ ہاں بائن طلاق دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہے، غسل نہیں دے سکتی ہے۔ عورت مر جائے تو شوہر نہ غسل دے سکتا ہے، نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ عام طور پر جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کا منہ نہیں دیکھ سکتا ہے، نہ جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے، محض غلط ہے۔ اگر کسی شخص کا ایسی جگہ انتقال ہو جائے، جہاں پانی نہیں مل سکتا ہے تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد دفن کے قبل پانی مل جائے تو نہلا کر

نماز کا اعادہ کریں۔ مسلمان مرجائے اور اس کا باپ کافر ہو تو اس کو مسلمان نہلائیں۔ باپ کے قابو میں نہ کریں۔ کافر مسلمان ہو اور اس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے تو نہلا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اگر میت پانی میں ملے تو بہ نیت غسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دیدیں اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا۔ اگر مردہ ملے اور معلوم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر؟ تو اس کی وضع قطع یا کوئی علامت مسلمان کی ہو تو اس کو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔ کافر مردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں، بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر گاڑ دیں اور اگر کوئی ہم مذہب اس کا موجود ہے تو اس کے حوالے کر دیں۔ مسلمان اس کو ہاتھ نہ لگائیں، نہ اس کے جنازے میں شرکت کریں۔

میت کا بدن اگر ایسا گل گیا ہو کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑ جائے گی تو ہاتھ نہ لگائیں، صرف پانی بہا دیں۔ میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اوکھیڑنا جائز نہیں۔ حکم یہ ہے کہ جس حالت میں ہو، اسی حال پر دفن کریں۔ میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ غسل میت کے لیے خواہ مخواہ نئے گھڑے لوٹے کی ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی برتن سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور غسل کے بعد ان کو توڑ ڈالنا سخت غلطی اور اور گناہ ہے کہ اضاعت مال ہے۔ انھیں بہ نیت ثواب مسجد میں رکھ دیں کہ لوگ اس سے وضو کریں نہائیں تو بہتر ہے۔

ظ

کفن کا بیان

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ کفن کے تین درجے ہیں:

(۱) ضرورت

(۲) کفایت

(۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں: لفافہ ازار قمیص اور عورت کے لیے پانچ۔ تین یہ اور اوڑھنی سینہ بند۔ کفن کفایت کے لیے دو کپڑے ہیں: لفافہ ازار اور عورت کے لیے تین: لفافہ ازار اور اوڑھنی یا لفافہ قمیص اور اوڑھنی۔ کفن ضروری دونوں کے لیے جو میسر آئے کم از کم اتنا ہو کہ سارے بدن ڈھک جائے۔ لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قدم سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جتنا وہ بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص یعنی کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور آگے پیچھے دونوں برابر ہو پیچھے کم رکھنا بعض جگہ مروج ہے خلاف شرع ہے۔ مرد اور عورت کی کفنی میں اس قدر فرق ہے کہ مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف۔ اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز۔ سینہ بند پستان سے ناف تک اور یہ بہتر ہے کہ ران تک ہو۔ کفن اچھے کپڑے کا ہونا چاہئے۔ مرد کے لیے جیسا عیدین و جمعہ میں پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر اپنے میکے جاتی تھی، اسی قیمت کا ہونا چاہئے۔ سفید کفن ہونا چاہئے۔ ہاں عورتوں کے لیے کسم یا زعفران کا رنگا ہوا ریشمی کپڑے کا بھی جائز ہے اور مرد کو ممنوع۔ بہت زیادہ قیمتی کپڑا کفن دینا بھی نہ چاہئے اور اگر کوئی وصیت کرے کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو نافذ نہ ہوگا، متوسط درجہ کا دیا جائے۔ مراہق یعنی جو مرد یا عورت قریب بہ بلوغ ہو، اس کو ویسا کفن دینا چاہئے جو جوان کو دیا جاتا ہے اور چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑے اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے بھی دے سکتے ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بچہ اگر چہ ایک ہی دن کا ہو، اس کو پورا کفن دیں۔

پرانے کپڑے کا بھی کفن دے سکتے ہیں، جب کہ صاف ستھرا دھلا ہو۔ اگر میت نے مال چھوڑا تو کفن اس مال سے دیا جائے، ورنہ اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہ ہو تو مسلمانوں پر اس کی تجہیز و تکفین ہے۔ عورت کا کفن شوہر کے ذمہ

ہے اگر چہ مالدار ہو۔

ظ

کفن پہنانے کا طریقہ

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پوچھ ڈالیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں، اس سے زیادہ نہیں۔ پہلے بڑی چادر بچھائیں پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور سجدہ کی جگہ یعنی ماتھا، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب پھر دائیں جانب سے۔ پھر لفافہ لپیٹیں، پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کو دودھ سے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی نصف پشت سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔ پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں۔ پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔

ظ

جنازہ لے جانے کا بیان

جنازہ کو کندھا دینا مسنون ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو اٹھایا تھا۔ سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں۔ ایک ایک پایہ ایک ایک شخص لے اور کسی ضرورت سے یہ بھی جائز ہے کہ صرف دو آدمی اٹھائیں۔ ایک سرہانے اور دوسرا پانکتی۔ سنت یہ ہے کہ ہر شخص باری باری چاروں پایوں کو کندھا دے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کو کندھا دے پھر

دائیں پانکٹی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پانکٹی۔ اس طرح دس دس قدم چلاتو پورے چالیس قدم ہو گئے۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص چالیس قدم جنازہ لے چلے، اس کے چالیس گناہ کبیر معاف کیے جاتے ہیں اور چاروں پایوں کو کندھا دینے والے کی مغفرت کی بھی بشارت ہے۔ جنازہ لے چلنے میں چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھنا چاہیے۔ اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے۔ شیر خوار یا چھوٹے بچے کو ایک شخص اٹھا کر لے جاسکتا ہے، اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں لیتے رہیں۔ جنازہ کو بہت تیز نہیں لے جانا چاہیے کہ جھٹکا لگے اور ساتھ چلنے والوں کو چاہیے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلیں اور اگر کسی وجہ سے سواری پر چلیں تو میت سے دور رہنا چاہیے۔ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا جائز اور گناہ ہے۔ اور اگر روتی ہوئی عورتیں جاتی ہوں تو بہت سختی کے ساتھ منع کرنا چاہیے۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے کرنا چاہیے اور ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ دنیا کی باتیں نہیں کرنی چائیں۔ ذکر الہی کرتے ہوئے جانا بہت اچھا ہے۔ جنازہ جب تک نہ رکھا جائے اس وقت تک بیٹھنا نہیں چاہیے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور جنازہ نماز کے لیے لایا جائے تو جب رکھا جائے تب کھڑے ہوں، جنازہ رکھتے وقت سرہانے اتر کی طرف کریں تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ جو شخص جنازہ کے ساتھ بغیر نماز پڑھے چلے، اس کو واپس نہ ہونا چاہیے۔ اور نماز کے بعد میت کے ولی سے اجازت لے کر واپس ہو سکتے ہیں مگر دفن تک شریک رہنے پر بہت زیادہ ثواب ہے اور دفن کے بعد ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

ظ

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگر خاندان کے ایک فرد نے بھی پڑھ لی تو سب کی ذمہ داری پوری ہو گئی، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی گنہگار ہوں گے۔ نماز جنازہ کے لیے نماز جنازہ کی

جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور یہ بھی جائز ہے کہ جوتا پہنے ہو پچتا زہ پڑھ لیں مگر اس صورت میں جوتا اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اور اگر جوتا اتار کر اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو صرف جوتا کا پاک ہونا کافی ہے، زمین بالفرض نہ بھی پاک ہو جب بھی نماز ہو جائے گی۔ نماز کے لیے بھی طہارت ضروری ہے، با وضو نماز پڑھنا چاہئے۔ ہاں! اگر نماز جنازہ تیار ہو اور وضو کرتے کرتے نماز ہو جائے گی تو تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر موقع ملنے پر پہلے سے بیٹھا رہنا اور وقت پر تیمم کرنا نہ چاہئے۔

نماز جنازہ ہر مسلمان کی پڑھنی چاہئے اگرچہ گنہگار مرتکب کبیرہ ہو، سوائے باغی ڈاکو قاتل والدین وغیرہ کے۔ جس نے خودکشی کی ہو، اگرچہ یہ بہت بھاری گناہ ہے مگر اس کی بھی نماز پڑھنی چاہئے۔ نماز جنازہ کے لیے جنازہ کا موجود ہونا ضروری ہے، غائب کی نماز جائز نہیں۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اور:

”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَانُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“

پڑھے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے۔ بہتر وہی درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اگر کوئی دوسرا درود

پڑھیں جب بھی جائز ہے۔ پھر تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت کے لیے دعائیں۔ میت اگر بالغ ہو مرد ہو یا عورت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَنَاثِقَانَا مَنْ أَحْيَيْتَهُ مَنَافَا خِيَهْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مَنَافَا تَوَفَّاهُ عَلَى الْإِيمَانِ“۔

اور اگر میت نابالغ ہو تو لڑکے کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں: ”اللَّهُمَّ

اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا۔

اور لڑکی کی نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں:

”اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا“

جو شخص بلوغ کے قبل ہی مجنون ہو گیا، اگرچہ کسی عمر میں مرا ہو تو اس کی نماز میں وہ دعا پڑھی جائے گی جو بچوں کی نماز میں پڑھی جاتی ہے، اس لیے کہ وہ بھی غیر مکلف ہے اور اگر جنون عارضی ہے بلوغ کے بعد ہوش و حواس والا تھا، اس کے بعد دیوانہ ہو گیا تو جوانوں کے جیسی دعا پڑھی جائے گی۔ چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔ سلام میں میت، فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے۔ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے بعد جو کچھ پڑھا جاتا ہے، امام اور مقتدی دونوں کو پڑھنا چاہیے۔

نماز جنازہ میں تین صفیں ہونا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر کل سات آدمی ہو، جب بھی تین صف کرنا چاہئے۔

نماز جنازہ میں امامت کا حق سلطان اسلام کو ہے پھر قاضی پھر امام جمعہ پھر امام محلہ پھر ولی کو ہے یعنی میت کے عصبہ اسی ترتیب پر جو نکاح میں ہے۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے۔ ہاں اگر بیٹا عالم ہو اور باپ عالم نہیں تو یہاں بھی بیٹے کو باپ پر تقدم ہوگی۔ عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے۔ ولی اور سلطان اسلام کو اس کا بھی حق ہے کہ دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دے۔ عورت مرگئی اور شوہر اور بیٹا دونوں ہیں تو بیٹا ولی ہے وہ نماز پڑھائے۔ ہاں اگر بیٹا باپ کو مقدم کرے تو بہتر ہے اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو عورت کے دیگر اولیا کو حق ہے۔ میت نے اگر وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص نہلائے یا فلاں شخص میری نماز پڑھائے تو اس وقت بھی ولی کو حق ہے کہ اسی سے پڑھوائے یا خود پڑھائے۔ ولی کے سوا اگر کسی اور شخص نے بے اجازت نماز پڑھائی اور ولی اس میں شریک بھی نہ ہو تو ولی نماز دوبارہ پڑھ سکتا

ہے اور اگر کوئی مسلمان بغیر نماز دفن کیا گیا تو ولی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے جب تک جسم پھٹنے کا گمان نہ ہو۔ امام کو میت کے سینہ کے سامنے کھڑے ہونا چاہئے۔ یہ بھی جائز ہے کہ چند شخصوں کی ایک ساتھ نماز پڑھائے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً نہ مل جائے بلکہ اس وقت شامل ہونا چاہئے جب امام تکبیر کہے اور اگر فوراً شامل ہو تو امام کے تکبیر کہنے سے قبل جو کچھ ادا کیا اس کا اعتبار نہیں۔ بعد ختم نماز اس کی جس قدر چھوٹ گئی اس کو پڑھ لے اور اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام نے چوتھی تکبیر کہہ لی مگر ابھی سلام نہیں پھیرا ہے تو شریک ہو جائے اور تین تکبیر کہہ لے۔

کئی جنازے اگر ایک وقت آگئے ہوں تو بہتر ہے کہ سب کی نماز الگ الگ پڑھے اگر ایک ساتھ پڑھے گا، جب بھی نماز ہو جائے گی۔ ایک ساتھ پڑھنے میں رکھنے کا اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں کہ سب کا سینہ امام کے مقابل ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک سیدھ میں برابر رکھیں کہ ایک کی پائنتی دوسرے کا سر ہو اور امام کے قریب اس کا جنازہ ہونا چاہئے جو سب سے افضل ہو۔ اگر کوئی شخص بے نماز جنازہ قبر میں رکھا گیا مگر ابھی مٹی نہیں دی گئی کہ کوئی نماز پڑھانے والا آ گیا تو نکال لیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور اگر مٹی برابر کر چکے ہوں تو قبر پر نماز پڑھ دیں۔

جنازہ کی نماز مسجد میں مکروہ ہے، اگر مالک زمین منع کرتا ہو تو دوسرے کی زمین پر بھی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہو تو اگر جمعہ کے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکتی ہے تو پہلے کر لیں۔ اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا، مکروہ ہے۔ نماز کے وقت اگر جنازہ آئے تو فرض اور سنتیں پڑھ کر جنازہ کی نماز پڑھیں۔

ہاں اگر اتنی تاخیر میں جسم خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔

ظ

قبر و دفن کا بیان

میت کو زمین کھود کر دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ کر

چاروں طرف سے دیوار قائم کر کے بند کر دیں۔ جس جگہ انتقال ہو، اسی جگہ دفن کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔ میت کے قد کے برابر قبر کی لمبائی ہونی چاہئے اور چوڑائی آدھے قد کے برابر اور گہرائی میں بہتر یہ ہے کہ سینہ تک ہو۔ یہ گہرائی لحد یا صندوق کی ہونی چاہئے۔ جہاں سے قبر کھودنی شروع کی ہے وہاں سے اتنی گہرائی کافی نہیں، اس کا بہت خیال کرنا چاہئے۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

اگر زمین لحد کے قابل ہو تو بغلی قبر ہونا سنت ہے اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ قبر کے اس حصہ کو جو میت کے جسم سے قریب ہے پختہ کرنا یا اس میں پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے۔ قبر کھودنے میں بھی اگر پختہ اینٹ نکلے تو اس کو نکال دینا چاہئے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو آگ کے اثر سے بچائے۔

قبر میں اتارنے والے دو یا تین ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ قوی و نیک و امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔ جنازہ قبر سے قبلہ کی طرف رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ عورت کا جنازہ اتارنے والے اس کے محارم ہوں۔ اگر محارم نہ ہوں تو دور کے رشتے والے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو اجنبی پر ہیزگار کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔ میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا

پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں اور اگر غلطی سے قبلہ کی طرف کرنا بھول گئے اور تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب اس کی ضرورت نہیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور صندوق کو تختہ سے بند کر دیں اور اگر تختہ میں جھری رہ گئی ہو تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں یا لکڑی کا چھلکا اوپر رکھ دیں۔

عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ تختہ لگانے کے بعد کوئی چٹائی یا نواری وغیرہ رکھ کر مٹی دیں جس سے مٹی اندر نہ گرے اور بہتر ہے کہ تخت کے بعد چٹائی رکھیں۔ اس پر پہلے گیلی مٹی ایک تہہ یہاں سے وہاں تک بچھا دیں۔ اس کے بعد مٹی دی جائے۔ مٹی دینے میں مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ

دوسری بار: فِيهَا نَعِيدُكُمْ

تیسری بار: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى

اس کے بعد کدال پھاڑے سے باقی مٹی سے قبر برابر کر ڈالیں۔ جتنی مٹی قبر سے نکلی، اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ قبر چوکھی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑک دیں کہ جلد اثر مٹ نہ جائے۔ قبر ایک بالشت اونچی بنائیں یا کچھ زیادہ، قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد سبز گھاس خصوصاً دوب رکھ دینا اچھا ہے کہ جلد لگ جاتی ہے اور اس سے قبر سرسبز رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی اور میت کو اس سے انس ہوتا ہے۔

علما و مشائخ و سادات کی قبور پر فاتحہ کے لیے آنے والوں کی عافیت و آرام کے خیال سے قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو اندر سے پختہ نہ کرنا چاہیے۔ اگر ضرورت ہو تو قبر پر کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔ ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبر ہو۔

مستحب ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سرہانے الہم سے مفلحون تک اور پاکتی اَمَّنَ الزَّمَنُ مِنْكَ سے ختم سورہ تک پڑھیں۔ بعد دفن قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے کہ اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ ان لوگوں کے رہنے سے انس ہوگا اور مکرین کے

جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اگر تلاوت قرآن شریف یا دعا و استغفار کرتے رہیں تو بہتر ہے۔ دعایہ کریں کہ نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔ نکیرین کا جواب یاد دلانے کے لیے صوفیائے کرام و اکابر علمائے اسلام کے یہاں مروج ہے کہ قبر پر اذان دیں کہ کلمات اذان سن کر من ربک؟ ما دینک؟ ماتقول فی ہذا الرجل؟ کا جواب یاد آ جائے گا۔ جس شہر یا گاؤں میں انتقال ہو، بہتر یہ ہے کہ وہیں کے قبرستان میں دفن کریں۔ دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں اور دوسرے شہر میں لاش لے جانے کو اکثر علما منع کرتے ہیں اور یہ منع اسی وقت میں ہے کہ قبل دفن لے جائیں۔ اور پہلے کسی جگہ دفن کریں، اس کے بعد اکھاڑ کر دوسری جگہ لے جانا تو مطلقاً منع ہے۔ اپنے لیے کفن تیار رکھنے میں حرج نہیں اور قبر کھدوا کر رکھنا فضول کام ہے۔ کیا معلوم کہاں مرے گا؟

قبر پر بیٹھنا سونا چلنا پھرنا پائخانہ پیشاب کرنا اس پر دیوار چننا سب حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہو، اس سے گزرنا منع ہے۔ ممکن ہے اس کے نیچے قبر ہو۔ کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر اس کے لیے دوسری قبروں پر ہو کر گزرنا ہوگا تو چاہئے کہ نہ جائے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔ قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا بھی منع ہے۔

قبر پر بہ نیت ثواب قرآن شریف پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔ قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھ دیں۔ نیز یہ بھی جائز ہے کہ کفن پر عہد نامہ لکھ دیں کہ اس سے امید مغفرت ہے۔ میت کے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سینہ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لکھیں۔

زیارت قبور

زیارت قبور مستحب ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھے۔ جمعہ یا جمعرات یا دوشنبہ کے دن زیارت بہتر ہے۔ سب سے افضل روز جمعہ وقت صبح ہے۔ اولیائے کرام کی زیارت کو دور دراز مقامات پر بھی جانا جائز ہے کہ وہ اپنے زائرین کو نفع پہنچاتے ہیں، عورتوں کے لیے زیارت قبور میں اختلاف ہے۔ بعض نے جائز بتایا مگر جو ان عورتیں اگر نہ جائیں تو اچھا ہے۔ زیارت قبور کا یہ طریقہ ہے کہ پابندی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو۔ سر ہانے سے نہ آئے اور کہے: ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ إِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقْقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُنْقَدِّمِينَ وَالْمُتَأَخِّرِينَ“۔

پھر فاتحہ پڑھے قبرستان میں جائے تو الحمد شریف، اَلَمْ تَا مَفْلَحُونَ، آية الكرسي اور آمین الرسول سے آخر سورہ تک سورہ یسین، تبارک الذی الہکم التکاثر ایک بار، قل هو اللہ احد گیارہ یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو جتنے مردے اس قبرستان میں ہیں سب کو اس کا ثواب ملے گا اور سب کے برابر اس پڑھنے والے کو ملے گا۔

قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے، تسبیح کریں گے، میت کا دل پہلے گا۔ اسی طرح جنازہ پر بھی پھول کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ جب تک تر ہے، اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس کی تسبیح سے اللہ کی رحمت اترتی ہے اور میت کو انس حاصل ہوتا ہے۔

هَذَا آخِرُ مَا أَرَدْنَا تَحْرِيرَهُ فِي تَمَةِ هَذِهِ الرِّسَالَةِ تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا حَسَنَاتِنَا وَتَجَاوَزَ عَن سَيِّئَاتِنَا هُوَ الْغَفُورُ الشَّكُورُ التَّوَابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى خَيْرَ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

محمد ظفر الدین القادری الرضوی غفرلہ

۲۵ رجب المرجب یوم النہیس ۱۴۴۶ھ





























